ہفت روزہ
ندائے خلافت لاہور
28
www.tanzeem.org
13 تا 19 شوال المکرم 1437ھ / 19 تا 25 جولائی 2016ء

ایمان اور اُمید

مومن کو جن ذرائع سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے ان میں سے ایک کا نام اُمید ہے۔ یہ وہ احساس ہے جو زندگی کی شبِ تاریک کو منور کرتا ہے اور زندگی کی خوفناک اور پُر پیچ گزرگاہوں میں انسان کو عمل کی صاف سیدھی شاہراہ دکھاتا ہے۔ شجرِ زندگی کو اِس سے بالیدگی ملتی ہے۔ تمدن کا عظیم الشان قلعہ اپنی تعمیر کے لئے اس کا مرہونِ منت ہے اور اسی کی بدولت سعادت و خوش بختی کا مزہ قائم رہتا ہے۔

امید انسان میں عمل کا داعیہ پیدا کرتی ہے اور مداومتِ عمل پر اسے ابھارتی ہے۔ کاہل کو چُست اور چُست کو اور زیادہ سرگرمِ عمل بنا دینا اِس کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کسان کو جو چیز دن رات کھیت میں خون پسینہ ایک کرنے پر مجبور کرتی ہے وہ اچھی فصل کی امید ہے۔ تاجر خطرناک سفر اختیار کرتا ہے تو نفع کی امید پر۔ طالب علم کبھی محنت نہ کرتا اگر اسے کامیابی کی امید نہ ہوتی۔ ایک سپاہی اگر شجاعت و جوانمردی کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے تو اِس کا محرک فتح و ظفر مندی کی امید کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے۔ مریض کڑوی کسیلی دوائیں خوشی خوشی کھالیتا ہے تو اس کی وجہ بھی صحت یاب ہونے کی امید ہے۔ ٹھیک اِسی طرح ایک بندۂ مومن اگر خواہشِ نفس کی مخالفت اور اپنے پروردگار کی ہر حالت میں اطاعت کرتا ہے تو اس عمل کے پیچھے بھی یہ امید ہی کارفرما ہوتی ہے کہ اِسے اپنے پروردگار کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی' اور وہ اس کے انعاماتِ فراواں کا مستحق ٹھہرے گا۔

جس طرح یاس اور کفر لازم و ملزوم ہیں اسی طرح اُمید اور ایمان بھی متلازم ہیں' چنانچہ ایک ایماندار سب سے زیادہ پُرامید ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان نام ہی اُس اعلیٰ اور عظیم طاقت کو تسلیم کرنے کا ہے جو اس کائنات کا انتظام کر رہی ہے' جس سے کوئی چیز مخفی نہیں اور جو کسی کام سے عاجز نہیں۔ ایسی ہستی کو ماننے والا' جو ہر مجبور و مضطر کی پکار سنتی ہے' جواب دیتی اور اس کی مصیبت کو دور کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے' ناامید کیسے ہو سکتا ہے۔

ایمان اور زندگی
علامہ یوسف القرضاوی

اس شمارے میں

پاکستان سے رشتہ کیا......
مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (2)
الامان الحفیظ
اچھے انسان کی صفات
بدگمانی اور غیبت کی ممانعت
والدین سے حسنِ سلوک کیوں؟
تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (714)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

رب کو پکارنے والوں کو دوست بنائیں

سُورۃُ الکھف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت:28

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَکَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

آیت ۲۸ ﴿وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ﴾ ’’اور اپنے آپ کو روکے رکھیے اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام‘‘

یہ بلال حبشی‘ عبداللہ بن اُمّ مکتوم‘ عمار بن یاسر اور خباب ؓ جیسے لوگ اگرچہ مفلس اور نادار ہیں مگر اللہ کی نظر میں بہت اہم ہیں۔ آپؐ ان لوگوں کی رفاقت کو غنیمت سمجھیے اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کیجیے۔

﴿یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ﴾ ’’وہ اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور آپؐ کی نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں‘ (جس سے لوگوں کو یہ گمان ہونے لگے کہ) آپؐ دُنیوی زندگی کی آرائش و زیبائش چاہتے ہیں!‘‘

ان غلاموں اور بے آسرا لوگوں سے آپؐ کی توجہ ہٹ کر کہیں مکہ کے سرداروں اور امراء کی طرف نہ ہونے پائے‘ جس سے لوگوں کو یہ گمان ہو کہ آپؐ بھی دنیا کی زیب و زینت ہی کو اہمیت دیتے ہیں۔

کسی بھی داعیٔ حق کے لیے یہ معاملہ بہت نازک ہوتا ہے۔ معاشرے کے اونچے طبقے کے لوگوں کا بہرحال اپنا ایک حلقہ اثر ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر کوئی اہل حق کی صف میں شامل ہوتا ہے تو وہ اکیلا بہت سے افراد کے برابر شمار ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے کئی دوسرے لوگ خود بخود کھنچے آتے ہیں اور پہلے سے موجود لوگوں کے لیے بھی ایسے شخص کی شمولیت تقویت اور اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ جیسے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے کسی ایک کو ضرور میری جھولی میں ڈال دے! چنانچہ حضور ﷺ کو اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ آپؐ اس سلسلے میں احتیاط کریں‘ کہیں لوگ یہ تاثر نہ لے لیں کہ محمد (ﷺ) کے ہاں بھی دولت مند لوگوں ہی کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَکَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾﴾ ’’اور مت کہنا مانیے ایسے شخص کا جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا معاملہ حد سے متجاوز ہو چکا ہے۔‘‘

سردارانِ قریش کی طرف سے آپؐ پر شدید دباؤ تھا۔ اس پس منظر میں یہاں پھر متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل اور محروم کر دیا ہے آپؐ ایسے لوگوں کی باتوں کی طرف دھیان بھی مت دیجیے!

فرمان نبویؐ

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو حُبّ دنیا سے بچاتا ہے

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا حَمَاہُ الدُّنْیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمْ یَحْمِیْ سَقِیْمَہُ الْمَاءَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت قتادہ بن نعمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اُس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے‘ (جبکہ اُس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو)۔‘‘

تشریح: جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے‘ دنیا دراصل وہی ہے جو اللہ سے غافل کرے‘ اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوٹا ہو‘ پس اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبت کرتا ہے‘ اور اپنے خاص انعامات سے اُن کو نوازنا چاہتا ہے‘ اُن کو اس مردار دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ہم لوگ اپنے مریضوں کو پانی سے پرہیز کراتے ہیں جبکہ پانی اُس کے لیے نقصان دہ ہو۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
13 تا 19 شوال المکرم 1437ھ جلد 25
19 تا 25 جولائی 2016ء شمارہ 28
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان سے رشتہ کیا......

وادیٔ کشمیر جس کے ساتھ شاعر جنت نظیر کا لاحقہ لگاتے ہیں' کشمیریوں کے لیے جہنم بن چکی ہے۔ شہروں کے یہ بے چنگ درندے انسانوں کو چیر پھاڑ رہے ہیں۔ جنگل کے درندے کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ سیر ہو کر کھا پی لیتا ہے تو شکار میں دلچسپی نہیں لیتا۔ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کے روپ میں یہ درندے ستر سال سے کشمیریوں کا خون پی رہے ہیں' ان کی ہڈیاں چبا رہے ہیں' پھر بھی نہ بربریت میں کمی واقع ہوئی ہے نہ ہوس سرد پڑی ہے' نہ آنکھوں میں شرم و حیا کا نام و نشان ہے اور نہ ہی کسی کے ضمیر نے انگڑائی لی ہے۔ برہان مظفر وانی ایک نوجوان جو لڑکپن بلکہ بچپن سے کرکٹ اور پڑھائی کے سوا کسی چیز میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا' اپنے دو بھائیوں کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کہ بھارتی فوجی کے روپ میں ایک درندے نے انہیں پیٹا اور بڑے بھائی کو جان سے مار ڈالا۔ اس سانحہ نے برہان کے ذہن میں انقلاب برپا کر دیا۔ اس کی باقی دلچسپیاں ختم ہو گئیں۔ وہ حزب المجاہدین میں شامل ہو گیا۔ لیکن ایک عسکری جماعت میں اس کی شمولیت بھی نرالی اور دوسروں سے منفرد تھی۔ دوسرے مجاہد زیر زمین چلے جاتے ہیں اور موقع ملنے پر کارروائیاں کرتے ہیں۔ اس نے عسکری میدان میں اترنے کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کا محاذ بھی سنبھال لیا اور سوشل میڈیا پر وہ کام کر دکھایا جو بہت سے سینئر لوگ اور لیڈر اپنی تقریروں اور تحریروں سے نہ کر پائے تھے۔ اس نے ہزاروں نوجوانوں کے دل و دماغ میں آزادی' آزادی اور آزادی کا نعرہ مختلف انداز سے راسخ کر دیا۔ بھارتی فوج نے کھلم کھلا ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو شہید کر دیا اس کا جنازہ عوامی شرکت کے حوالہ سے بے مثل تھا۔ کشمیر میں مختلف مقامات پر اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وانی کی صدا نے کشمیریوں میں دیوانگی پیدا کر دی ہے۔ حیرت ہے بھارت میں عقل و دانش کا کیسا خوفناک بحران پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی تاریخ سے سبق حاصل کرنے کو تیار نہیں۔ کوئی یہ سمجھنے کو تیار نہیں کہ دریاؤں کے آگے بند باندھے جا سکتے ہیں' ہواؤں کے رخ بدلے جا سکتے ہیں لیکن انسانی جنون کا تریاق نہ حکیم بوعلی سینا کے پاس تھا' نہ ایٹمی ہتھیاروں سے اس جنون کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے۔ آزادی کا نعرہ روٹی کے نعرے سے زیادہ دلکش ہوتا ہے اور یہ تحریکِ آزادی دوسرے عام ممالک کی تحریکوں کے مانند نہیں ہے۔ یہ تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کے لیے چلائی گئی تحریک ہے جو ستر سال میں مختلف طریقوں سے آگے بڑھتی گئی اور مختلف ادوار سے گزری۔ بہر حال جس

نوعیت کی درندگی اور بربریت کا مظاہرہ اس موجودہ تحریک کو کچلنے کے لیے کیا گیا ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی عام گن سے فائر کر کے مظاہرین کو شہید کرنے کے علاوہ پیلٹ گن سے فائر کیے گئے جن کے لگنے سے انسان بینائی کھو دیتا ہے۔ لہٰذا ایک اندازے کے مطابق ایک سو سے زائد کشمیری شہری یا بینائی کھو بیٹھے یا ان کی بینائی بری طرح متاثر ہوئی۔

بھارت کے دانشور غور کریں کہ آخر ہر جلوس اور ریلی میں پاکستانی جھنڈے کیوں لہرائے جا رہے ہوتے ہیں۔ کرکٹ کا میدان ہو، یا کوئی اور پاکستان کی جیت ہو تو کشمیر میں جشن کیوں منایا جاتا ہے؟ 14 اگست کو پاکستان کے جھنڈے لہرا کر اظہار مسرت کیا جاتا ہے اور 15 اگست کو بھارتی جھنڈے جلا کر احتجاج کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ تو کشمیریوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ وہ پاکستان کے ساتھ عید منائیں گے، بھارت کے ساتھ نہیں منائیں گے۔ یہ پاکستان سے محبت ہی نہیں بھارت سے نفرت کا اظہار بھی ہے۔ کشمیریوں کا محبوب ترین اور مقبول ترین نعرہ ہے ’پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ‘۔ اور یہ اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران مسلمانانِ ہند کا مقبول ترین نعرہ بھی یہی تھا ’پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ‘ اور تحریک آزادی کشمیر چونکہ تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کی ایک شعوری کوشش ہے اور تقسیم ہند کی بنیاد دو قومی نظریہ تھا لہٰذا کشمیر اور پاکستان میں اسلام کا جوڑ لگا کر ہی اور مذہب کے رشتہ کو بنیاد بنا کر ہی کشمیر پاکستان کا حصہ بن سکتا ہے۔

1947ء اور 1989ء تک پاکستان کشمیریوں کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ عسکری کارروائیوں میں بھی ملوث رہا۔ 1948ء میں جب قائداعظم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے انگریز جنرل ڈگلس گریسی نے کشمیر میں فوج داخل کرنے سے انکار کر دیا تو محبِّ وطن اور بہادر قبائلی آگے بڑھے اور بھارتی فوج کو روندتے ہوئے کشمیر کا ایک اچھا خاصا حصہ آزاد کروا لیا جسے آج ہم آزاد کشمیر کہتے ہیں۔ جموں کا فوجی اڈہ فتح ہونے کے قریب تھا کہ بھارت دہائی دیتا ہوا اقوام متحدہ پہنچ گیا اور کشمیر میں استصواب رائے کرانے کے اعلان کے ساتھ جنگ رکوا دی۔ تب ہم پہلی مرتبہ ایک سوراخ سے ڈسے گئے تھے لیکن چونکہ قوم مومنانہ صفات سے محروم تھی لہٰذا بعد ازاں بھی بار بار اسی سوراخ سے ڈسی جاتی رہی۔ بہرحال پاکستان کی مداخلت سے ساری دنیا کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا تھا کہ کشمیر میں کوئی داخلی عوامی تحریک موجود نہیں بلکہ تخریبی کارروائیوں میں پاکستان دہشت گرد کشمیریوں کی مدد کرتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی جزوی طور پر درست تھی اس لیے کہ مقامی سطح پر عوامی مدد کے بغیر گوریلا کارروائیاں کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن 1989ء سے کشمیری عوام نے اپنے ہی بل بوتے پر تحریکیں برپا کیں اور 2004ء میں مشرف نے علی الاعلان کشمیر سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ پھر یہ کہ بھارت نے سرحد کے بہت سے حصہ پر باڑ لگا دی۔ اب دنیا جانتی اور مانتی ہے اور بھارت بھی یہ الزام لگانے کی جرأت نہیں کرتا کہ پاکستان وادی کے معاملات میں عسکری سطح پر کوئی مداخلت کرتا ہے۔

ہماری رائے میں کشمیر میں برپا ہونے والی آزادی کی یہ تحریکیں اب بھی کشمیری عوام کو اس حد تک متحرک نہیں کر پا رہیں کہ انسانوں کا سیلاب بھارت کی زبردست فوجی قوت کو بہا کر لے جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہاں ’پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ‘ کا نعرہ لگایا جاتا ہے تو کشمیری عوام کے بہت بڑے حصے کو وہ لا الٰہ الا اللہ پاکستان میں عملی طور پر نظر نہیں آتا۔ ان کے ذہنوں میں یقیناً یہ سوال پیدا ہوتا ہوگا کہ جس نعرے کو ہم پاکستان سے جڑنے کی بنیاد بنا رہے ہیں کیا اس کی عملی شکل پاکستان میں موجود ہے؟ سیکولر بھارت سے نجات حاصل کر کے سیکولر پاکستان سے جڑ جانے کا کیا تک ہے اور اس کا آخر کیا فائدہ ہوگا۔ دنیوی فوائد تو شاید بھارت سے جڑے رہنے میں زیادہ ہوں۔

ہماری رائے میں یہ بڑا اہم اور عملی سوال ہے اور اگر یہ رائے درست ہے تو گویا پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں ناکام ہونے کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے کیے گئے اس وعدہ سے منحرف ہو کر پاکستان کو مسائلستان بنا دیا تو دوسرا یہ کہ تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کے راستے میں بھی ہم خود ہی حائل ہیں اور جو ظلم و تشدد کشمیریوں پر کیا جا رہا ہے اُس میں اگر کشمیری ہمیں بھی موردِ الزام ٹھہرائیں تو ایسا غلط نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی چاہت اور دین سے دوری آخرت ہی کو تباہ و برباد نہیں کرتی دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہے۔ تصور کیجیے کہ پاکستان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملی طور پر اپنا لے اور ایک اسلامی ریاست وجود میں آ جائے تب کشمیر میں یہ نعرہ پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ کیا رنگ لائے گا اور بھارتی بزدل بھگوڑے فوجی تب اِس نعرے کا مقابلہ کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں ان شاء اللہ ہرگز نہیں!!

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (2)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے یکم جولائی 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے جو ہماری ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل ہوئی ہے۔ اس کا ادب و احترام جس قدر لازم ہے اس کے حقوق بھی اتنے ہی اہم ہیں جن کو پورا کرنا ہر ایک مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے بہت سے علماء نے مقالے لکھے ہیں اور بہت ساری تصانیف بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی تصنیف ”مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق“ میں ایک مسلمان پر قرآن مجید کے پانچ حقوق بیان کیے ہیں یعنی قرآن کے حوالے سے ہر مسلمان کی پانچ ذمہ داریاں ہیں۔

قرآن کا پہلا حق یعنی ہر مسلمان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے۔ اس کے لیے دلی یقین والا ایمان ضروری ہے۔ انسان کا دل گواہی دے کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔ انسان کا ایمان جس قدر مضبوط ہوگا اتنا ہی اس کا عمل بھی قرآن کی تعلیمات میں ڈھلتا چلا جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ فتح مکہ سے قبل جو صحابہؓ ایمان لاتے تھے تو انہیں معلوم تھا کہ ایمان لا کر انہوں نے مشکلات اور سختیوں کو دعوت دی ہے لیکن ان کا ایمان اس قدر مضبوط تھا کہ وہ اپنی جانیں بھی قربان کر دیتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب ہر خاص و عام مسلمانوں کی صف میں شامل ہو رہا تھا تو ان میں وہ منافقین بھی تھے جو زبانی تو کلمہ پڑھتے تھے اور قرآن پر بھی ایمان لاتے تھے لیکن ان کا عمل اس کے برعکس ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں دلی یقین والا ایمان حاصل نہیں تھا۔ لہٰذا صرف زبان سے ایمان لانا کافی نہیں بلکہ دل سے یقین کرنا ہوگا کہ واقعی قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔ چنانچہ دلی یقین والے ایمان کے حصول کا ایک ذریعہ بذات خود یہی قرآن ہے۔ جب اس کو پڑھیں گے تو عقل وفہم کے چراغ خود بخود روشن ہوتے جائیں گے اور یقین قلب حاصل ہوگا۔

دوسرا حق: جب یہ دل سے تسلیم کرلیا اور ایمان لے آئے کہ یہ واقعی اللہ کا کلام اور انسانیت کے لیے ہدایت ہے تو منطقی طور پر اس کا دوسرا حق یہ بنتا ہے کہ ہم اس کو پڑھیں کہ اس میں ہمارے لیے کیا ہدایت ہے۔

تیسرا حق: صرف تلاوت کرنا بھی باعث ثواب ہے لیکن پڑھنے یا تلاوت کرنے کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ہم اس میں جو لکھا گیا ہے اس کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں کہ ہم سے کیا کہا

مرتب: ابو ابراہیم

جا رہا ہے۔ جب اسے کتاب ہدایت مانا ہے تو پھر اس کو سمجھنا بھی ہے۔ اگر ہم قرآن کو سمجھنے کے لیے اس میں غور وفکر نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اسے کتاب ہدایت مانا ہی نہیں۔ قرآن مجید میں کئی جگہ پر ذکر ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط﴾ (النساء: ۸۲)

”کیا یہ لوگ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟“

یعنی یہ قرآن اس لیے نازل ہوا ہے کہ ہدایت کے حصول کے لیے اسے پڑھا جائے اور غور وفکر کیا جائے۔

گزشتہ شمارے میں ان تین حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب ہم بقیہ دو حقوق کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

چوتھا حق: جب ہم قرآن پر دل سے ایمان لے آئے تو لازمی بات ہے کہ ہم اسے پڑھیں گے بھی اور سمجھنے کی کوشش بھی کریں گے اور جو ہدایت و راہنمائی ہمیں حاصل ہوگی تو اس پر عمل بھی کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ قرآن کا چوتھا حق ہے کہ اس کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاری جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ)) (رواہ الترمذی) ”جو شخص قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرائے وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا۔“

قرآن کہہ رہا ہے کہ سود حرام ہے، شرک، قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ جو حرام کام ہیں وہ سخت ترین گناہ ہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم یہ سب کرتے رہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم قرآن پر ایمان ہی نہیں لائے، اسے کتاب ہدایت مانا ہی نہیں۔ اگر واقعی اللہ کی کتاب مانا ہے تو اب اس پر عمل بھی کرنا ہوگا۔ یہ نفلی معاملہ نہیں ہے بلکہ لازمی ہے۔ قرآن پر عمل کے حوالے سے حضور ﷺ کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ)) (شرح السنة) ”تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس (ہدایت) کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔“

ہر انسان کے اندر نفس امارہ موجود ہے، نفسانی خواہشات اور تقاضے ہیں۔ ایک طرف گناہوں کی طرف اس کا میلان ہے اور ایک طرف اللہ کی نازل کی ہوئی ہدایت ہے۔ اب اس دنیا میں انسان کی اصل آزمائش یہی ہے کہ وہ گناہوں سے کیسے بچتا ہے۔ جو قرآن پر ایمان لے آیا اور اس سے ہدایت کے حصول کی جستجو میں لگا رہا اور جو ہدایت حاصل کی، اپنے نفس کو اس کے طابع کر دیا وہ ہر طرح کے گناہوں سے بچ کر اس آزمائش میں کامیاب ٹھہرے گا۔ لیکن جس نے اپنی خواہشات کو اس ہدایت کے تابع نہیں کیا وہ گویا قرآن

پر ایمان ہی نہیں لایا۔ چنانچہ قرآن کا چوتھا حق اس کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ اس کی دو سطحیں ہیں۔ ایک انسان کی انفرادی زندگی ہے اور دوسری اجتماعی زندگی۔ قرآن مجید کے کچھ احکام انفرادی زندگی کے متعلق ہیں مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، گناہ سے بچنا، سچ بولنا، وعدہ خلافی سے بچنا۔ اس میں اخلاقیات بھی آجاتی ہے۔ ان احکامات پر عمل کرنا ہر مسلمان پر ہر دم لازم ہے۔ یہ نہیں کہ جب اسلامی حکومت قائم ہوگی تب نماز بھی فرض ہوگی۔ بلکہ جیسے ہی کوئی شخص مسلمان ہوگیا اس پر نماز فرض ہے۔ اسی طریقے سے پانچ ارکان اسلام ہر ایک مسلمان پر لازم ہیں۔ اب کوئی کہے کہ جب تک اسلام نافذ نہیں ہوتا، اسلامی حکومت قائم نہیں ہوتی تب تک ہم گھر میں پردہ نہیں کرواسکتے، حرام نہیں چھوڑ سکتے تو یہ عذر بلا جواز ہوگا کیونکہ یہ انفرادی معاملات ہیں اور انفرادی طور پر ہر مسلمان پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ان کو پورا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے اسلامی حکومت ہو یا نہ ہو۔ البتہ قرآن کے کچھ احکام کا تعلق ہماری اجتماعیت یعنی اجتماعی نظام سے ہے اور ہماری اجتماعیت کے تین گوشے ہیں یعنی سیاسی نظام، معاشی نظام اور معاشرتی نظام۔ مثلاً ہماری ملکی معیشت کا دارومدار سود پر ہے جبکہ قرآن سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ ہمارا اجتماعی معاشی نظام ہے جس پر کسی ایک فرد کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طریقے سے قرآن میں معاشرے کی اصلاح کے لیے اور بہت سے قوانین ہیں مثلاً چور کا ہاتھ کاٹنا، زنا کی حد وغیرہ۔ ان قوانین کو کوئی فردِ واحد نافذ نہیں کرسکتا جب تک اجتماعی طور پر نظام کو نہ بدلا جائے لیکن اس نظام کو بدلنے کی کوشش ہر مسلمان کرسکتا ہے اور اسے ہر حال میں کرنی ہوگی۔ یہ بھی قرآن کا حق ہے۔ یعنی جو شخص بھی سچا مسلمان ہے اور کتاب ہدایت پر ایمان لے آیا ہے وہ اس کے انفرادی سطح کے احکامات کی تعمیل اسی وقت سے شروع کردے اور جن احکامات کا تعلق اجتماعی نظام سے ہے اور ان پر وہ عمل نہیں کر سکتا تو اسے نظام بدل کر ایسا نظام لانے کی جدوجہد کرنا چاہیے جس میں وہ ان احکامات پر عمل پیرا ہوسکے تو یہ قرآن کا حق ادا کرنے کی ایک کوشش ہوگی۔ مثال کے طور پر کچھ عرصہ پہلے ہم نے سودی نظام کے خلاف ملک گیر مہم چلائی تھی۔ جس میں ملک بھر سے لاکھوں لوگوں نے حصہ لیا۔ ہم سپریم کورٹ میں بھی گئے۔ وفاقی شرعی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن حکومت کی اپنی ترجیحات ہیں۔ ملکی ادارے دھڑلے کے ساتھ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ سودی نظام جاری رہے اور اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رہے۔ لیکن بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس نظام کو بدلنے کی جدوجہد کریں۔ وہ جدوجہد ہے اللہ کے دین کو قائم کرنا، قرآن کے احکامات کو نافذ کرنا۔ اگر ہم یہ نہیں کررہے تو گویا ہم ایمان نہیں لارہے بلکہ ہم اللہ کے باغی ہیں۔ قرآن مجید میں یہ فتوے آئے ہیں۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾﴾ (المائدۃ)

''اور جو فیصلہ نہ کرے اس کے مطابق کہ جو اللہ نے نازل فرمایا تو ایسے ہی لوگ تو کافر ہیں۔''

یہ صوفی محمد صاحب کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کا فتویٰ ہے۔ اسی سورت کے آغاز میں یہ بات آگئی کہ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا ہے''

دین کا مطلب ہے پورا اجتماعی نظام۔ یعنی پورا اجتماعی نظام دے دیا اب اس کو نافذ کرنا ہے اور اسی کے مطابق زندگیاں گزارنی ہیں اور اگر مسلمان اپنے معاشرے میں اللہ کے دین کو قائم نہ کریں تو ان کے لیے تین فتوے بھی اسی قرآن میں آئے ہیں: الکافرون، الظالمون اور الفاسقون۔

ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا۔ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ معبود ہے بلکہ اللہ حاکم بھی

پریس ریلیز 15 جولائی 2016ء

چلکوٹ رپورٹ کے انکشافات برطانیہ کے لیے انتہائی قابلِ شرم اور قابلِ مذمت ہیں

حکومتِ پاکستان کشمیر کے مسئلہ پر OIC کا اجلاس بلاکر بھارت کے معاشی بائیکاٹ کا فیصلہ کرے

یہ خبر خوش آئند ہے کہ پاکستانی فوج کے کچھ دستے حرمین الشریفین کی حفاظت کے لیے جلد ہی سعودی عرب میں متعین کیے جائیں گے

حافظ عاکف سعید

چلکوٹ رپورٹ کے انکشافات برطانیہ کے لیے انتہائی قابلِ شرم اور قابلِ مذمت ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتوں نے یہ جھوٹ گھڑا کہ عراق کے پاس بڑی تباہی پھیلانے والے ہتھیار ہیں اور اس بے بنیاد الزام کی آڑ میں لاکھوں عراقی مسلمانوں کو شہید کردیا۔ اس جنگ کی وجہ سے آج تک عراق آگ اور خون میں نہا رہا ہے۔ یہ جنگ برطانیہ نے اپنے امریکی اور یہودی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے لڑی۔ انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراف جرم عراق کے جان و مال کے نقصان کی تلافی نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں برہان وانی کی شہادت کے بعد نوجوانوں کی تحریک سے مودی سرکار بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی ہے اور بھارتی فوج بدترین بربریت اور درندگی پر اتر آئی۔ انہوں نے کہا کہ پیلٹ گن سے فائر کرکے نوجوانوں کو بینائی سے محروم کیا جارہا ہے۔ بھارت کی اس ریاستی دہشت گردی پر تمام عالمی ادارے اور انسانی حقوق کی انجمنیں اور پاکستان کا شمع گروپ مکمل خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کشمیر کے مسئلہ پر OIC کا اجلاس بلاکر بھارت کے معاشی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا جائے تو وہ کبھی مسلمانوں پر ظلم وستم نہیں ڈھا سکے گا۔ امیر تنظیم نے اس خبر کو خوش آئند قرار دیا کہ پاکستانی فوج کے کچھ دستے حرمین الشریفین کی حفاظت کے لیے جلد ہی سعودی عرب میں متعین کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ان مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت امتِ مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے۔حاکم اعلیٰ ہے، حاکمیت صرف اسی کی ہے۔

﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾ (الانعام:57، یوسف:40و67)

''حکم (کا اختیار) سوائے اللہ کے اور کسی کو حاصل نہیں۔''

اس کا حکم ہی زمین پر نافذ ہونا چاہیے۔اس کے علاوہ جو بھی نظام نافذ ہے وہ باطل ہے، باغیانہ اور غاصبانہ ہے۔ ہم نے عہد کیا تھا کہ پاکستان میں اللہ کا حکم نافذ ہوگا لیکن آج تک انگریز کے قانون کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔اس باطل نظام سے ہم اپنی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے بہتر ہے۔ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں وہ نظام مصطفیٰ بہت اچھا تھا لیکن دل میں چور یہ ہے کہ آج کے دور میں قابل عمل نہیں ہے۔ آج ہم اس کے مطابق چلیں گے تو دنیا سے کٹ جائیں گے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب سے ہم دین سے کٹ گئے ہیں تو دنیا سے تو ہمیں پہلے ہی کاٹ دیا گیا ہے، ذلت وخواری ہمارا مقدر بن چکی ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کے نظام پر انگریز کے مسلط کیے ہوئے غلامی پر مبنی نظام کو ترجیح دے رہے ہیں۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

اور اب بحث ہو رہی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کر دیا جائے۔ وہ نظریاتی کونسل جو اس لیے بنائی گئی تھی کہ انگریز کی غلامی سے نجات پانے کے بعد اب اس کے مسلط کیے ہوئے قانون سے بھی جان چھڑائی جائے اور اس کی جگہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اسلامی تعلیمات کے مطابق قانون سازی کا راستہ ہموار کیا جائے۔ چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل کا کام یہ تھا کہ تمام قوانین کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کہاں کون سا قانون غیر اسلامی ہے، شریعت اسلامی سے متصادم ہے۔لہٰذا اس کو تبدیل کیا جائے اور اس کی جگہ اسلامی قانون نافذ کیا جائے۔کونسل نے یہ سارا کام آج سے بیس پچیس سال قبل کر لیا تھا اور 2000 سے زائد قوانین کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کی تھیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے سارے ہی قوانین غیر اسلامی ہیں۔ یہاں تک کہ عائلی قوانین میں بھی غیر اسلامی شقیں شامل ہیں اور تحفظ حقوق نسواں بل کی صورت میں یہ معاملہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ لیکن بہرحال کونسل نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا۔ ہمارے عوام کو بھی نہیں پتا ہے لیکن عجیب المیہ یہ ہے کہ جو دینی جماعتیں سیاست کے میدان میں ہیں ان تک میں یہ شعور نہیں پایا جاتا کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی ان سفارشات کے مطابق قانون سازی کے لیے کوئی تحریک چلائیں یا عوام میں اس حوالے سے شعور بیدار کریں۔حالانکہ بہت اہم معاملہ ہے۔ لیکن بجائے اس کے کونسل کا یہ سارا کام کباڑ خانے کی زینت بنا پڑا ہے اور قوانین وہی انگریز کے چل رہے ہیں۔ کسی ایک میں بھی ترمیم نہیں کی گئی۔ بلکہ اب تو اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ ڈھٹائی کی انتہا ہے اور یہ کھلم کھلا بغاوت ہے کہ ہمیں اللہ اور رسول ﷺ کا قانون منظور نہیں ہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔

بہرحال قرآن کا چوتھا حق یہ ہے کہ ہم اس کی ہدایات پر عمل کریں اور عمل کے دو لیول ہیں۔انفرادی طور پر ہر شخص اس پر عمل کر سکتا ہے یعنی نماز پڑھ سکتا ہے، روزے رکھ سکتا ہے، گناہوں سے بچ سکتا ہے۔معاشرے میں پھیلے ہوئے گناہ اور فحاشی اور عریانی کو روک تو نہیں سکتا لیکن اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔اپنے آپ کو روک سکتا ہے۔لیکن اصل مطلوب یہ ہے کہ پورا نظام اللہ کے دین کے تابع ہو جائے جیسے کہ دور خلافت راشدہ میں تھا۔

قرآن کا پانچواں حق یہ ہے کہ اس کو دوسروں تک بھی پہنچایا جائے۔ یہ نعمت جو مسلمانوں کو عطا کی گئی اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تعلیمات کو پوری نوع انسانی تک پہنچایا جائے۔ اس کا عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، یہ قطعی فیصلہ ہے۔ آپؐ پر نبوت اور رسالت کا خاتمہ ہی نہیں ہوا بلکہ تکمیل ہوگئی اور اس دروازے کو بند کر دیا گیا۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ ایک خیر چلا آ رہا تھا اور اب اللہ نے اس کا سلسلہ بند کر دیا۔نہیں! اصل بات یہ تھی کہ خیر جو چلا آ رہا تھا، اس میں ایک ارتقائی سفر تھا۔ جب وہ اپنے نکتۂ انتہا تک پہنچ گیا تو اس باب کو بند کر دیا گیا۔ یعنی دین مکمل ہو گیا اور اب قیامت تک یہی دین ہے۔ چنانچہ نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قرآن کو پوری نوع انسانی تک پہنچائیں اور یہ بھی موثر طور پر اس وقت ہوگا جب اسلامی نظام یعنی نظام خلافت قائم ہوگا۔ اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں:

((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً)) ''پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت!''

جو ایمان لاتے ہیں وہ نبی کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی عمر کے اختتام تک یہ کام سرانجام دیا۔ اب یہ مشن آگے وہی بڑھائیں گے جو آپؐ پر ایمان لاتے ہیں۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

یہ ڈیوٹی اصل میں مسلمانوں کی ہے اور مسلمان خود اس وقت چونکہ قرآن سے دور ہو چکے ہیں تو سب سے زیادہ ضرورت اس وقت اس بات کی ہے کہ پہلے مسلمانوں کو قرآن سے دوبارہ جوڑا جائے، ان کا رابطہ استوار کیا جائے، قرآن کا پیغام ان تک پہنچایا جائے۔اس کے لیے درس قرآن کی محافل ہوتی ہیں۔ ابھی رمضان میں جگہ جگہ دورۂ ترجمہ قرآن ہو رہا تھا۔ یہ اسی بات کی کوشش ہے کہ ہم قرآن کو آگے پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کے یہ پانچ حقوق ہیں اور اگر ہم ان کو ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ کی نگاہ میں کس درجے کے مجرم ہیں؟

اس حوالے سے گزشتہ جمعہ میں ہم پڑھ چکے ہیں:

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ط﴾

''ان لوگوں کی مثال جو حامل تورات بنائے گئے پھر نہ اٹھایا انہوں نے اس (کی ذمہ داری) کو اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ پیٹھ پر لادے پھر رہا ہو۔''

ایک حدیث مبارکہ ہے۔

''یہ قرآن یا تمہارے حق میں دلیل بنے گا یا تمہارے خلاف گواہی دے گا''۔

گویا ہم نے قرآن کے ان حقوق کا خیال رکھا تو پھر کیا کہنے۔ پھر یہ قرآن مجید خود ہی ہمارے حق میں دلیل بن جائے گا۔ لیکن اگر مسلمانوں نے قرآن مجید کے حقوق کا خیال نہ رکھا تو پھر یہی قرآن اُن کے خلاف گواہی دے گا۔ لہٰذا ہماری یہ پوری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم قرآن کے حوالے سے اپنی ان پانچ ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ اللہ ہمیں ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان میں روزے کی عبادت عمل کا راستہ آسان کر دیتی ہے۔ روزے کی عبادت کی وجہ سے انسان کچھ وقت کے لیے حلال چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روکتا ہے۔ اس مہینے کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے اندر اتنا ضبط اور برداشت پیدا ہو جائے اور ہم اتنے عادی ہو جائیں کہ سال کے بقیہ مہینوں میں گناہ، حرام اور منکرات سے رک جائیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے ساتھ رمضان میں جو ایک تعلق بنا ہے اس تعلق کو بھی ہمیں برقرار رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الامان الحفیظ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان المبارک رخصت ہوا۔ اللہ اپنی شان کریمی کے مطابق ہمارے اعمال قبول فرمائے۔ (آمین) حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ رمضان لٹمس ٹیسٹ کی مانند ایمان جانچنے، نفس کو پہچاننے کا نادر موقع ہوتا ہے۔ دشمنِ جان و ایمان، ابلیس مقید ہوتا ہے۔ اب جو کچھ ہے ہم، آپ ہی ہیں۔ بر سرِ زمین دھما چوکڑی اگر بدستور جاری رہے تو وہ قائم مقام شیاطینِ انس یا طینی (مٹی کے بنے) شیاطین کی ہوتی ہے۔ سو رمضان بھر روزہ دار میڈیا کی کارستانیوں پر سراپا احتجاج رہے۔ پیمرا کو آوازیں دیتے پورا مہینہ گزر گیا۔ تآنکہ ...... افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر۔ 25 رمضان المبارک کو زود پشیماں پیمرا ایک کفن پھاڑ کر بول اٹھا: رمضان نشریات دین کی خدمت نہیں! قائمہ کمیٹی اطلاعات تک بھی اطلاع پہنچتے نوٹس لیتے پورا رمضان گزر گیا۔ شاید وہاں بجلی گئی رہی۔ مواصلاتی رابطے منقطع رہے جو لمحے لمحے کی برقی خبروں کے ذریعے ان تک پہنچتے 25 دن لگ گئے۔ سو انہوں نے بالآخر برہمی کا اظہار ہماری جانب سے کر ہی دیا۔ ہمارے نمائندے جو ٹھہرے۔ سو یوں مل جل کر گونگلوؤں کی مٹی جھاڑ دی گئی۔ پیمرا کتنا مؤثر ہے؟ جہاں چاہ وہاں راہ۔ قادریؒ جنازے پر میڈیا کو سونگھا سانپ تو سب ہی نے دیکھا تھا۔ ایک وقت تھا جب میڈیا دم سادھے الطاف حسین کی گرج برس اہم ترین خبریں، پروگرام چھوڑ کر دکھانے پر خود کو مجبور پاتا تھا۔ عوام حیران پریشان یہ بوچھاڑ سہا کرتے۔ پھر ایک حکم نامے سے یہ سارے سلسلے بیک قلم موقوف ہو گئے! سو اس ریگولیٹری اتھارٹی نے کیا کب کہاں ریگولیٹ (کنٹرول کرنا، ضابطے میں لانا) کرنا ہے۔ ایسا بھی الل ٹپ نہیں۔ رمضان بھر، اصل اسلام کا چہرہ چھپا بگاڑ کر گلوبل چوہدریوں کا پسندیدہ مسخ شدہ اسلام، مضحکہ خیز صورت میں پیش کیا جانا ہدف تھا۔ سو وہ حاصل کرنے میں ایک دوڑ تھی جو لگی رہی۔ اہلِ ایمان کے ہاں رمضان، جشنِ نزولِ قرآن کی صورت آتا ہے۔ بقدرِ ہمت، بقدر ظرف فیض یاب ہوتے ہیں۔

شوال کا چاند بھی دونوں طبقات کے ہاں...... (رمضان ٹرانسمیشن والے اور نزول قرآن والے) الگ معانی رکھتا ہے۔ ایک طرف یہ چاند جشنِ نزول شیطان (بگ باس رہائی پاتا اور واپس لوٹتا ہے!) ہے۔ دوسری جانب لیلۃ الجائزۃ (انعام کی رات) رویت ہلال شوال کے ہمراہ آتی ہے۔ اور صبح عید تکبیر و تہلیل و تحمید کی گونج میں یوم الجائزۃ...... انعام کا دن لے کر طلوع ہوتی ہے! رمضان کے دن اور راتوں میں چشمِ بصیرت کو توبہ و استغفار کے آنسوؤں سے دھو کر جلا پانے والے حدیث میں مذکور فرشتوں کو صبحِ عید دل کی آنکھوں سے راستوں میں خوشخبریاں دیتے پاتے ہیں۔ دل بینا بھی کر خدا سے طلب، آنکھ کا نور دل کا نور نہیں! رمضان میں دل کے سیاہ پردے، آنکھوں کا (روحانی) موتیا ہی تو دور کیا جاتا ہے۔ مگر کیا کیجئے بصیرت سلب کرنے والے نظاروں میں محورہ کر کان بہرے، آنکھیں اندھی کر لی جاتی ہیں ؎

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور!

المیہ تو یہ ہے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو ہر قدم متنازع بنانے کے جھگڑ چلانے پر مامورین، کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ رویتِ ہلال بھی انہی مرغوب جھگڑوں میں سے ہے۔ فقہ الطہارۃ اور فقہ الصلوٰۃ تک کے بنیادی علوم سے نابلد رویتِ ہلال کے احکام کیا جانیں۔ لیکن جہالت، جھگڑنے کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ کر دیتی ہے۔ سو شوال کا چاند بھی میڈیا نے خود ہی چڑھانا چاہا۔ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی مفتی منیب الرحمٰن پر چیئرمین ہائے میڈیا سبقت لے گئے۔ شہادتیں انہیں گویا پہلے موصول ہو گئیں۔ (قندیل بلوچ، مفتی عبدالقوی اور وینا ملک کی؟) جھگڑا ڈالنے، متنازع بنانے کی کوشش رہی۔ مسئلہ تو یہ تھا کہ مفتی منیب الرحمٰن تو قوم کے روزے، اعتکاف کی ذمہ داری کے بوجھ تلے دبے پسے جا رہے تھے۔ یقینی حتمی شہادت کے بغیر اعلان کیونکر ہو جاتا! صادق، امین شہادتیں دینے کے لائق میسر ہی کتنے ہیں۔ نمائندہ پارلیمنٹ کے احوال دیکھ لیجئے! تاہم دوسری طرف بھنگڑے، ڈریس شوز، نائو نوش، ڈرامے گانے باجے کے منتظرین رویت ہلال کو رسہ کشی کی نذر کرنے پر تلے بیٹھے تھے۔ عید کی بے تابی معتکفین، متقین، صالحین سے بڑھ کر انہیں لاحق ہوتی ہے! اگر شہادتیں موصول نہ ہوتیں (جبکہ میڈیا پہلے ہی شوال کا اعلان فرما چکا تھا) تو سوچیے کیا گرد و غبار نہ اڑایا گیا ہوتا۔ مفت کے مفتیوں اور علم کے مفتیوں کے مابین یہ الجھاؤ خوش آئند نہیں۔ وفاقی حکومت، قائمہ کمیٹیوں کو اس کا نوٹس لے کر اسے بازیچۂ اطفال بنانے سے روکنے کے لیے اقدامات کرنے ہوں گے۔ دیگر انتشار کیا کم ہیں کہ اب یہ الجھاؤ بھی اس حد تک بڑھا پھیلا دیا جائے؟

عید کو کرسمس کا رنگ دینے کے لیے جس طریق کار پر تحفے، تحائف دینے کی تلقین مسلسل نشر کی گئی...... لگتا ہے اگلے سال تک (خدانخواستہ) کرسمس کے سانتا کلاز بابے کی طرح یہاں گلیوں بازاروں میں کسی ویسے ہی بابے کا بھی ظہور نہ کروا دیا جائے۔ گلوبل ثقافت (یا کثافت) مسلط کرنے پر کمر بستگی کچھ ایسی ہی ہے۔ سیکولر سیاسی قوتوں کی بھی عیدوں سے کل دلچسپی فطرانہ، زکوٰۃ، کھالوں تک محدود ہے۔ مخلوط ناچ گانے بھنگڑے بھی انہی کے اور صدقات واجبہ بھی انہی کے لیے۔ جس کے لیے مذہبی ونگ کھول رکھے ہیں۔ ان میں اگر مفتی عبدالقوی جیسا قندیلی حادثہ ہو جائے تو سیکولر حضرات و جماعتیں ان سے اظہار برأت کر کے، عاق کر کے انہیں اسلام اور علماء کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں! کیا متنازع کردار ان افراد کو مناصب دینے والی سیکولر مزاج حکومتیں انہیں جانتی نہ تھیں؟ ان کا اسلام یا علمائے حق سے کیا تعلق؟

ادھر لندن میں ابھی ہم جنسوں کے مؤید، شراب خانے سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کرنے والے پاکستانی نژاد نو منتخب میئر لندن کی کہانیاں ختم نہ ہوئی تھیں کہ ایک نیا شرمناک باب کھل گیا۔ (صادق خان نے لندن کی میئر شپ مسجد میں نوافل پڑھ کر، اللہ سے برکت طلب کر کے تو لینی نہ تھی۔ فطری انتخاب شراب خانہ ہی بنتا تھا۔ سو

قابل فہم ہے!) تاہم یہ نیا کارنامہ برطانیہ بھر میں کسی کو نہ سوجھا۔ ایک فیصل آبادی پاکستانی کے حصے یہ شرف شیطانی آیا کہ برہنہ ریسٹورنٹ کھولے۔ جس میں ویٹر، عملہ، کھانے والے سب ہی فارغ از شرف آدمیت (لباس) ہوں۔ ان حضرت نے اپنا خفیہ نام سبسطین لائل ظاہر کیا ہے۔ لائلپور، فیصل آباد کا پرانا نام ہے۔ جو برطانیہ کے عہد غلامی میں سر جیمز لائل کے نام پر رکھا گیا تھا۔ بعد ازاں شاہ فیصلؒ پر 1979ء میں یہ نام رکھا گیا۔ شہر برطانوی جھنڈے یونین جیک کی طرز پر ڈیزائین کیا گیا تھا۔ سو برہنہ ڈھابے کے مالک نے حق غلامی ادا کرتے ہوئے شاہ فیصل والی محترم، آزاد مسلم قیادت کی پہچان پر اپنا نام نہیں رکھا بلکہ اپنے آقائے ولی نعمت برطانوی گورنر کے نام کا لاحقہ پسند فرمایا ہے۔ یہ شرمناک ریسٹورنٹ شیطانی کڑی کا تسلسل ہے۔ جس کے تحت پہلا ریسٹورنٹ بیت الخلاء یا پاخانہ ریسٹورنٹوں پر مشتمل تھا جس کا تذکرہ پچھلے ایک کالم میں ہو چکا ہے۔ بدذوق، کراہت انگیز، جی متلانے والے ان مقامات پر یلغار کا یہ عالم ہے کہ اس نئے ریسٹورانٹ پر کھانے کے منتظرین کی تعداد 50 ہزار بتائی جاتی ہے جو بکنگ کروا کر برہنہ بدخوراکی کا مظاہرہ کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔ سہولت کار ابلیسی کارندہ بدنصیبی سے پاکستانی ہے! خوراک تو پھل سبزیوں پر مشتمل ایک سادہ کھانے کے سوا کچھ نہیں۔ بھاری بھرکم اصل قیمت تو برہنگی کا موقع سرعام فراہم کرنے کی ادا کی جارہی ہے۔ جمعہ بازار سے تھیلا بھر کر بنی آدم کو ودیعت کردہ لباس سے مشرف سنورے سدھرے، سرسبز وشاداب اسلام آباد کے کسی درخت تلے دستر خوان بچھا کر، بسم اللہ پڑھ کر وہی سیب، کھیرے، بادام، تربوز کھانے کی سکینت برکت راحت کے مقابل شیطان نے یہ ریسٹورنٹ کھلوایا ہے جس کی واحد قدر وقیمت برہنگی ہے۔ وگرنہ رہی تربوز کی قاش! تو ملا عمرؒ بھی تربوز سے روٹی کھاتے تھے جس پر مدار قوت حیدری کی بات اقبال نے کی تھی! اسی لیے بل نقذف بالحق علی الباطل...... باطل کے سر پر حق کی چوٹ لگا کر اس کا بھیجا مشیت الٰہی (الانبیا:18) کے تحت نکال باہر کیا۔ ان کے بھیجے میں بھی انبیاء کی تعلیمات کی جگہ شیطانی فحش کاریوں کا بھوسہ اندھی تقلید نے بھر رکھا ہے۔ الامان الحفیظ!

❁❁❁

اچھے انسان کی صفات

احادیث نبویؐ کی روشنی میں

محمد سالم

نرم مزاجی

حضرت جریرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا، وہ سارے خیر سے محروم ہو گیا۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لیے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ سنو، سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج میں تیز نہ ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

صبر وشکر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل و صورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے (اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص وطمع اور شکایت پیدا ہو) تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندہ کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو۔'' (تاکہ بجائے حرص وطمع کے اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو۔ (صحیح بخاری)

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندۂ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے، اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اس کو بھی اپنے حکیم و کریم رب کا فیصلہ سمجھتے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو بندہ کسی جانی یا مالی پریشانی میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ وشکایت کرے، تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے۔'' (معجم اوسط طبرانی)

خاموشی

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے، وہ ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔'' (مشکوٰۃ)

خطا معاف کرنا

حضرت نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی، بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔'' (ابوالشیخ الثواب عن ابن عباس)

نیکی

حضرت وابصہ بن معیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے وابصہ! تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مار کر فرمایا: ''اپنے نفس سے پوچھ، اپنے دل سے پوچھ۔'' تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور فرمایا: ''نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے، اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔'' (مسند احمد، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کیا کرو۔'' (مسلم)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

❁❁❁

بدگمانی اور غیبت کی ممانعت

محمد حنیف

بدگمانی اور غیبت یہ وہ برائیں ہیں جو دیگر کئی برائیوں کی جڑ ہیں۔ یہ برائیاں جس طرح جسم میں سرایت کر کے نقصان پہنچاتی ہیں اسی طرح معاشرے میں بھی فساد پیدا کرتی ہیں، ان برائیوں سے بچ کر انسان اپنے ایمان کو محفوظ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور راز نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے..... تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔" (الحجرات:12)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں جن سے دوسرے انسان کو تکلیف ہوتی ہے حرام فرمائی ہیں۔

1۔ ظن یعنی بدگمانی کرنا۔

2۔ تجسس یعنی کسی پوشیدہ عیب کا سراغ لگانا۔

3۔ غیبت یعنی کسی غیر حاضر آدمی کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو اگر وہ سنتا تو اس کو ناگوار ہوتی۔

1۔حرمت سوءِ ظن

ظن کے معنی گمان غالب کے ہیں، اس کے متعلق قرآن کریم نے اوّل تو یہ ارشاد فرمایا: "بہت سے گمانوں سے بچا کرو" پھر اس کی وجہ یہ بیان فرمائی: "بعض گمان گناہ ہوتے ہیں" جس سے معلوم ہوا کہ ہر گمان گناہ نہیں ہوتا تو یہ ارشاد سننے والوں پر اس کی تحقیق واجب ہوگئی کہ کون سے گمان گناہ ہیں تا کہ ان سے بچیں اور جب تک کسی گمان کا جائز ہونا معلوم نہ ہو جائے اس کے پاس نہ جائیں۔

علماء وفقہاء نے اس کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ ظن سے مراد اس جگہ تہمت ہے یعنی کسی شخص پر بغیر کسی قوی دلیل کے کسی عیب یا گناہ کا الزام لگانا۔

امام ابوبکر جصاصؒ نے احکام القرآن میں ایک جامع تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ ظن کی چار قسمیں ہیں:

1۔حرام ہے...... 2۔ما مور بہ اور واجب ہے...... 3۔مستحب اور مندوب ہے...... 4۔مباح اور جائز ہے۔

ظن حرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی رکھے کہ وہ مجھے عذاب ہی دے گا یا مصیبت ہی میں رکھے گا اس طرح کہ اللہ کی مغفرت اور رحمت سے گویا مایوس ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔" (ابوداؤد)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یعنی اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔" (مسند احمد)

ظن کی کل پانچ اقسام ہیں، جن میں سے دو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ظن حرام:

وہ مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یعنی گمان سے بچو کیونکہ گمان جھوٹی بات ہے۔ یہاں ظن سے مراد بالاتفاق کسی مسلمان کے ساتھ بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا ہے۔" (مسند احمد)

2۔ظن مستحب

ظن مستحب و مندوب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھے کہ اس پر ثواب ملتا ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا۔" (النور:12)

اس آیت میں حسن ظن بالمومنین کی تاکید آئی ہے۔(قرطبی)

یعنی احتیاط کی بات یہ ہے کہ ہر شخص سے بدگمانی رکھے اس کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ ایسا کرے جیسے بدگمانی کی صورت میں کیا جاتا ہے کہ قوی اعتماد کے بغیر اپنی چیز کسی کے حوالہ نہ کرے نہ یہ کہ اس کو چور سمجھے اور اس کی تحقیر کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی شخص کو چور یا غدار سمجھے بغیر اپنے معاملے میں احتیاط برتے۔

2۔حرمت تجسس

دوسری چیز جس سے اس آیت میں منع کیا گیا ہے تجسس یعنی کسی کے عیب کی تلاش کرنا اور سراغ لگانا ہے۔

آیت کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز تمہارے سامنے آ جائے اس کو پکڑ سکتے ہو اور کسی مسلمان کا جو عیب ظاہر نہ ہو اس کی جستجو اور تلاش کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کے عیوب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب ظاہر فرما دیتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتے ہیں۔" (مسند احمد)

تفسیر بیان القرآن میں ہے:

"چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے البتہ اگر کسی سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے نقصان پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے۔(الحجرات:11)

کسی کا خط بلا اجازت دیکھنا

تجسس میں کسی کا خط دیکھنا بھی شامل ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے بھائی کا خط اس کی اجازت کے بغیر دیکھا (یعنی پڑھا) تو گویا وہ جہنم دیکھ رہا ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ سے کسی نے خط بلا اجازت دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

کسی کا خط بلا اجازت دیکھنا جائز نہیں ہے مگر یہ اس صورت میں جب کہ اس سے خط لکھنے والے کو نقصان

پہنچ رہا ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (البخاری)

اور کسی کے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کرنا اس کو تکلیف دینے کے مترادف ہے کسی کا خط دیکھنے سے یہ تکلیف ضرور ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بغیر اجازت کسی کی تحریر دیکھنا ایک فضول اور لغو کام ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ منع فرما رہے ہیں۔

''(ایمان والے) وہ ہیں جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔'' (المومنون:3)

حضور ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے جانے والی سے زبردستی چھنوا لیا تھا، (مسلم) اگر بغیر عذر کے خط کو دیکھنا مطلقاً منع کیا جائے تو یہ بھی ہزاروں مفاسد کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جس کا خلاصہ آزادی و خودسری ہے۔

کسی کا فون سننا

تجسس ہی میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی کا فون اس کی لاعلمی میں سن لیا۔ کوئی انسان اپنے راز کا اظہار پسند نہیں کرتا لیکن بعض اوقات باتوں ہی باتوں میں آدمی غیر شعوری طور پر راز کی باتیں بھی زبان پر لے آتا ہے یا اپنے گھر والوں سے ایسی گفتگو ہی ہو جاتی ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے وہ یہ اظہار نہیں کرنا چاہتا، اسی لیے اگر کوئی اپنے گھر یا دوستوں سے فون پر بات کر رہا ہو تو چھپ کر کسی ایکسچینج وغیرہ سے اس کی باتوں کا خواہ مخواہ کھوج لگانا اور ان کی باتیں سننا شرعاً بھی ناجائز ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

جو شخص کسی قوم کی باتیں (چھپ کر) سننے اور وہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیں گے۔'' (معاذ اللہ) (البخاری)

3۔ حرمت غیبت

تیسری چیز جس سے اس آیت میں منع فرمایا گیا ہے وہ کسی کی غیبت کرنا ہے، یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو ایذا ہوتی اگرچہ وہ سچی بات ہی ہو کیونکہ جو غلط الزام لگائے وہ تہمت ہے، جس کی حرمت الگ قرآن کریم سے ثابت ہے اور غیبت کی تعریف میں اس شخص کی غیر موجودگی کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ موجودگی کی حالت میں ایسی تکلیف دہ بات کہنا جائز ہے، کیونکہ وہ غیبت تو نہیں مگر ''لمز'' (طعنہ زنی، عیب جوئی) میں داخل ہے جس کی حرمت اس سے پہلی آیت میں آچکی ہے۔

اس آیت نے کسی مسلمان کی آبروریزی اور توہین و تحقیر کو اس کا گوشت کھانے کی مثل و مشابہ قرار دیا ہے اگر وہ شخص اس کے سامنے ہو تو ایسا ہے جیسے کسی زندہ انسان کا گوشت نوچ کر کھایا جائے، اس کو قرآن میں بلفظ لمز تعبیر کر کے حرام قرار دیا ہے جیسا کہ سورۂ ہمزہ میں ارشاد ہے:

''بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو۔''

یعنی عیب تلاش کرنا اور غیبت کرنا ایسا ہے جیسے کسی مردہ انسان کا گوشت کھایا جائے کہ جیسے مردہ کا گوشت کھانے سے مردے کو کوئی جسمانی اذیت نہیں ہوتی ایسے ہی اس غائب کو جب تک غیبت کی خبر نہیں ہوتی اس کو بھی کوئی اذیت نہیں ہوتی، مگر جیسا کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانا حرام اور بڑی خفت و ذلت کا کام ہے اسی طرح غیبت حرام بھی ہے اور خفت و ذلت بھی کہ پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا کوئی بہادری کا کام نہیں۔

اس آیت میں ظن، تجسس اور غیبت تین چیزوں کی حرمت کا بیان ہے مگر غیبت کی حرمت کا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس کو کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اُس کی حرمت اور خفت و ذلت کو واضح فرمایا۔ عام مسلمانوں پر لازم کیا گیا کہ جو سنے وہ اپنے غائب بھائی کی طرف سے بشرط قدرت روک تھام کرے اور روک تھام پر قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کے سننے سے پرہیز کرے کیونکہ غیبت کا ارادے اور اختیار سے سننا بھی ایسا ہی ہے جیسے خود غیبت کرنا۔

غیبت کرنے والے کے وعیدیں

1۔ پہلی وعید

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، لیکن جس طرح یہ ایک بے بہا نعمت ہے، اس طرح یہ ایک خطرناک اور نہایت نقصان دہ آفت کا سبب بھی ہے، جیسا کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے:

''لوگ اندھے منہ جہنم میں اسی زبان کے باعث ڈالے جائیں گے۔'' (البخاری)

حضرت میمونؒ نے فرمایا: ایک روز خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک زنگی (حبشی) کا مردہ جسم ہے اور کوئی کہنے والا ان کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا ہے کہ ''اس کو کھاؤ۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے بندے! میں اس کو کیوں کھاؤں......؟''

تو اس شخص نے کہا: ''اس لیے کہ تو نے فلاں شخص کے زنگی غلام کی غیبت کی ہے۔'' میں نے کہا: ''اللہ کی قسم میں نے تو اس کے متعلق کوئی اچھی بری بات کی ہی نہیں'' تو اُس شخص نے کہا: ''ہاں، لیکن تو نے اس کی غیبت سنی تو ہے اور تو اس پر راضی رہا۔''

حضرت میمونؒ کا حال اس خواب کے بعد یہ ہو گیا کہ نہ خود کسی کی غیبت کرتے اور نہ کسی کو اپنی مجلس میں کسی کی غیبت کرنے دیتے۔ (التفسیر المظہری)

2۔ دوسری وعید

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لے جایا گیا تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور بدن کا گوشت نوچ رہے تھے، میں نے جبرائیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟''

آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائی کی غیبت کرتے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد)

3۔ تیسری وعید

حضرت ابوسعید اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یہ کیسے، تو آپؐ نے فرمایا: ''ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس میں حق تعالیٰ کی بھی مخالفت ہے اور بندوں کا حق بھی ضائع ہوتا ہے اس لیے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معاف کرانا ضروری ہے، اگر وہ شخص مر گیا ہے جس کی غیبت کی تھی اور زندگی میں معافی نہیں مانگ سکا یا اس کا پتہ نہیں تو اس کا کفارہ حدیث میں یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یعنی غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرے اور یوں کہے کہ یا اللہ ہمارے اور اس کے

گناہوں کو معاف فرما۔'' (مشکوٰۃ المصابیح)

چوتھی وعید

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

نبی اکرم ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا: ''ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کی وجہ سے اس عذاب میں مبتلا ہے۔'' (البخاری)

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں: ''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (الترمذی)

فائدہ

بچے مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کی ایذا بھی حرام ہے اور جو کافر حربی ہیں اگرچہ ان کی ایذا حرام نہیں مگر اپنا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے پھر بھی غیبت مکروہ ہے۔

غیبت جیسے قول اور کلام سے ہوتی ہے ایسے ہی فعل یا اشارہ سے بھی ہوتی ہے جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا، جس سے اس کی تحقیر ہو۔ (معارف القرآن)

بعض روایات سے ثابت ہے کہ آیت میں جو غیبت کی عام حرمت کا حکم ہے بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہوئی ہے مثلاً: کسی شخص کی برائی کسی ضروریات یا مصلحت سے کرنا پڑے تو وہ غیبت میں داخل نہیں بشرطیکہ کہ وہ ضرورت و مصلحت شرعاً معتبر ہو جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو ظلم کو دفع کر سکے...... یا کسی اولاد و بیوی کی شکایت اُس کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکے...... یا کسی واقعہ کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کے لیے صورت واقعہ کا اظہار یا مسلمانوں کو کسی شخص نے دینی یا دنیوی شر سے بچانے کے لیے کسی کا حال بتلانا...... یا کسی معاملے کے متعلق مشورہ لینے کے لیے اس کا حال ذکر کرنا...... یا جو شخص سب کے سامنے کھلم کھلا گناہ کرتا ہے اور اپنے فسق کو خود ظاہر کرتا پھرتا ہے اس کے اعمال بد کا ذکر بھی غیبت میں داخل نہیں، مگر بلاضرورت اپنے اوقات کو ضائع کرنے کی بنا پر مکروہ ہے اور ان سب باتوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کی برائی اور عیب ذکر کرنے سے مقصود اس کی تحقیر نہ ہو بلکہ کسی ضرورت و مجبوری سے ذکر کیا گیا ہو۔ (روح المعانی)

مسلمان کی عزت و حرمت کا مقام

حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ سے روایت ہے:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو! جو زبانی طور پر مسلمان ہوئے ہو اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبتیں نہ کرو اور ان کے عیبوں کے پیچھے نہ پڑو، کیونکہ جو شخص ان کے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کے پیچھے پڑے گا، (یعنی ان کو کھول دے گا) اور اللہ تعالیٰ جس کے عیبوں کا پیچھا کرے گا، اس کو رسوا فرما دے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔'' (ابوداؤد)

غور کرنے کی بات ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کی غیبت میں مبتلا ہوں اور ان کے عیبوں کے پیچھے لگیں، ان کو حضور اقدس ﷺ نے یوں خطاب فرمایا کہ ''اے وہ لوگو! جو زبانی طور پر مسلمان ہوئے اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔''

اس انداز بیان میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی غیبت کرنے والا اور ان کے عیبوں کے پیچھے پڑنے والا (یعنی عیبوں کی تلاش اور ٹوہ میں رہنے والا) مسلمان نہیں ہوگا، بلکہ ایسی حرکت منافق ہی سے سرزد ہو سکتی ہے جو زبان سے مسلمان ہوتا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوتا۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یعنی مسلمان کا مسلمان پر سب کچھ حرام ہے اس کا خون بھی، مال بھی اور اس کو بے آبرو کرنا بھی۔'' (مسلم)

بہت سے لوگوں کا ذریعۂ معاش ہی یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی غیبتیں کیا کریں اور لوگوں پر کیچڑ اچھالا کریں، سیاسی جماعتوں اور صحافت سے تعلق رکھنے والوں کا تو یہ خصوصی مشغلہ اور پیشہ ہے اور بہت سے لوگ درباری ہوتے ہیں۔

اُس رئیس کے یہاں گئے تو اس سے پرخاش (کوڑا کرکٹ) رکھنے والے کی غیبت کر کے روٹی کھالی اور اس امیر کے یہاں گئے تو اس کے یہاں کسی پر کیچڑ اچھالی اور پرانی شیروانی اس کے عوض لے اڑے، صرف دنیا سامنے ہے آخرت کی فکر ہوتی تو ایسا نہ کرتے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے کسی مسلمان کی غیبت کے ذریعہ کوئی لقمہ کھایا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنا ہی لقمہ کھلائے گا اور جس کسی کو کسی مسلمان کی غیبت کی وجہ سے کوئی کپڑا پہنا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی قدر جہنم سے (کپڑا) پہنائے گا اور جو شخص کسی شخص کی وجہ سے شہرت یا ریاکاری کے مقام پر کھڑا ہوا (یعنی کسی کو بڑا بزرگ اور شیخ ظاہر کرے اور اس کو اپنی اغراض کا ذریعہ بنالے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو (رسوا کرنے کے لیے) ریا (باقی صفحہ 17 پر) اور شہرت کے مقام پر کھڑا کرے گا، (تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص ایسا تھا)۔'' (ابوداؤد)

غیبت کا دنیاوی اور اُخروی نقصان

حماد بن مسلمہؒ فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے غلام فروخت کیا اور کہا کہ چغل خوری کے سوا اس میں کوئی عیب نہیں، اس شخص نے کہا مجھے قبول ہے اور خرید کرلے گیا، غلام اپنے نئے مالک کے پاس کچھ دن رہنے کے بعد ایک دن اس کی بیوی سے کہنے لگا:

''تیرا شوہر تم سے محبت نہیں کرتا اور وہ تم سے جان چھڑانا چاہتا ہے، تم ایسا کرو کہ استرہ لے کر رات کو سوتے میں اس کی گدی کے کچھ بال کاٹ لاؤ میں ان پر سحر کر دوں گا، جس سے وہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

ادھر جا کر اس کے شوہر سے کہا: ''تمہاری بیوی کا ایک شخص سے معاشقہ چل رہا ہے اگر اعتبار نہ آئے تو نیند کی حالت بنا کر دیکھ لو۔'' لہٰذا شوہر نے ایک دن نیند کی حالت بنائی تو بیوی استرہ لے آئی، شوہر نے سمجھا واقعہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے، لہٰذا وہ اٹھا اور اس نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا، اتنے میں بیوی کے گھر والے آئے انہوں نے شوہر کو قتل کر دیا، یوں دو قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ (سمیر المومنین: 179)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بدترین وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان فساد ڈلواتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (البخاری)

زبان کی مثال دو دھاری تلوار کی سی ہے، اگر قرآن و سنت اور احکام الٰہی کے مطابق حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اس سے صحیح کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا کا بہترین ذریعہ ہے اور اگر اسے حدود شریعہ کے خلاف چلایا جائے تو پھر یہی جہنم لے جانے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ افسوس لوگ چغل خوری کو معمولی تصور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس ہلاکت خیز عمل سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

والدین سے حسنِ سلوک کیوں؟

سجاد سرور
معاون شعبہ تعلیم وتربیت

اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی بقا کے لیے تناسل و توالد کا سلسلہ بنایا۔ انسانوں میں جنسی کشش کے ساتھ ساتھ اولاد کی محبت بھی ان کے دلوں میں بسادی گئی ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ ﴾ (آل عمران:14)

''کھبا دی گئی ہے لوگوں کے لیے شہوات کی محبت عورتوں اور بیٹوں میں سے......''

المیہ یہ ہے کہ جس قدر شدید محبت والدین کے دلوں میں اپنی اولاد کی پائی جاتی ہے اس قدر بلکہ اس سے کہیں کم محبت بھی اولاد کے دل میں والدین کے لیے نہیں پائی جاتی۔ ہماری بڑی بوڑھیاں کہا کرتی ہیں محبت ہمیشہ آگے کو دوڑتی ہے،، یعنی ایک شخص جس قدر محبت اپنی اولاد سے کرتا ہے اتنی محبت اپنے والدین سے نہیں کر پاتا۔ جذبات محبت میں یہ فرق وتفاوت، تمدن وتناسل کو جاری رکھنے کے لیے ضروری تھا۔ لیکن بہرحال معاشرتِ انسانی کے لیے یہ ایک مسئلہ بھی ہے کہ اس تفاوت کے سبب بعض اوقات انسانی زندگی کئی قسم کی المناک صورتوں سے دوچار ہوجاتی ہے۔

معاشرے کے اتحاد کا دارومدار

اسلام نے اس مسئلے کو اس طرح حل کیا ہے کہ ایک طرف تو والدین کو یہ بتایا کہ اولاد کی محبت تمہارے لیے فتنہ وآزمائش ہے۔ تاکہ وہ اس میں حد سے تجاوز نہ کریں اور اولاد کی محبت میں ڈوب کر تربیت وتادیب سے صرف نظر نہ کریں۔ دوسری طرف والدین کی عزت وتعظیم، ادب و احترام اور خدمت وخاطر کو دین داری قرار دے کر اولاد کو ان کے اہتمام کا حکم دیا تاکہ انسانی معاشرہ خلفشار کا شکار نہ ہو۔ کسی معاشرے میں اگر والدین کے حقوق ادا نہ کیے جائیں، ان کا ادب واحترام ختم ہو جائے تو نتیجۃً نئی نسل والدین کی رہنمائی وسرپرستی سے محروم ہو جاتی ہے۔ سرد وگرم چشیدہ باپوں اور ماؤں کی رہنمائی سے ''آزاد'' اور اصلاً ''محروم'' ہوکر نوجوان لڑکے لڑکیوں کا حال کٹی پتنگ سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے۔ زندگی کے بلند مقاصد کو نظرانداز کر کے وہ آزادروی اور ظاہری چمک دمک کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس طرح ان کا خاندانی نظام تباہ ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ عرصے میں نکاح والی زندگی بھی مشکل لگنے لگتی ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ انسانی اجتماعیت کی بقا، اجتماع واتحاد میں ہے اور افتراق وانتشار میں اجتماعی موت ہے۔ معاشرے کی پہلی اکائی ایک کنبہ ہے جس کے ارکان برادر وخواہر ہوتے ہیں اور ان کے اتحاد کا مدار والدین ہی ہوتے ہیں۔ پس والدین کے حقوق واحترام کو نظرانداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کے مرکزی ستون کو ڈھا دیا جس کے بعد اس کے کھڑے رہنے اور کشمکش حیات میں ثابت قدم رہنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

مغرب کی نقالی کا انجام

یورپ میں معاشرتی وخاندانی نظام کی تباہی کو بچشم سر دیکھا جاسکتا ہے۔ والدین کے حوالے سے مغرب کا طرز عمل یہ ہے کہ انہیں گھر میں رکھنے کی بجائے اولڈ ہومز میں رکھا جاتا ہے۔ ان کی آنکھیں اولاد کے دیکھنے کو ترستی ہیں جبکہ اولاد کو ان کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ گویا، ہم مشتاق وہ بیزار، کی سی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ ایک معاشرتی رسم کو نبھانے سال میں ایک دفعہ (father day or mother day) پر ملاقات کے لیے چلے بھی جاتے ہیں۔ باقی سارا سال ان کو فکر نہیں رہتی کہ ہماری ماں یا باپ نام کی کوئی ہستی بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ ہمارا معاشرہ اس سطح تک تو نہیں پہنچا لیکن مغربی تہذیب کے کچھ نہ کچھ اثرات ہمارے ہاں نظر آنے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ وطن عزیز کے بعض دانشور اور کالم نگار اس مسئلے کی نشاندہی کرتے ہوئے بھی پائے گئے ہیں کہ حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر کو اولڈ پیپلز ہومز بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور ایسے بوڑھے والدین جن کو ان کی اولاد سنبھال نہیں پاتی وہاں رہائش اختیار کریں۔ گویا بوڑھوں کی خدمت اور جوانوں کے کاروبار، دونوں کا مسئلہ حل کر دیا جائے۔! ان دانشوروں کی دانش بوڑھے والدین کو مستقبل کی فکر کرنا بھی سکھاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ بتایا جاتا ہے کہ والدین اپنی جائیداد اور دولت کے بل پر اپنی اولاد سے اپنے مستقبل کی گارنٹی لیں۔ عملی زندگی سے اس کی کئی مثالیں بھی پیش کی جاتی ہیں کہ جن والدین کے پاس جائیداد ہو تو اولاد ان کی خدمت اس دولت کو پانے کے لالچ میں کرتی ہے اور ان کو سنبھالتی ہے۔

ہمارے اس مسئلے کا حل دین کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ مغرب کی پیروی میں اولڈ ہومز بنا کر یا اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو جائیداد کے لولی پاپ کے ذریعہ لالچی بنا کر، یہ غلطی اگر کسی نے کی تو وہ یہ بھی یاد رکھے کہ اس کی زندگی ہی میں اس کے لئے دعائیں مانگنے والے پیدا ہو جائیں گے جو اس کے جلد از جلد انتقال اور جنت عالیہ میں قیام فرمانے کی دعائیں مانگتے رہیں گے اور اگر بروقت دعا قبول نہ ہوئی تو خود ہی ٹھکانے لگانے کی کوشش بھی کی جاسکتی ہے۔ آخر کسے معلوم نہیں کہ یورپ میں کئی والدین اور بوڑھے رشتہ دار ایسے لالچی خدمت گاروں کے ہاتھوں آخرت کو سدھارتے ہیں اور کئی دفعہ پیشہ ور قاتلوں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی ہیں۔

قرآن وسنت کی رہنمائی

ہمارا دین اس مسئلے کا مکمل حل ہمیں دیتا ہے۔ لیکن اس حل کے لیے سب سے پہلے اس معاملے کے فریقین یعنی والدین اور اولاد، دونوں کو دین کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ بدقسمتی سے والدین خود ہی دین سے دور ہیں، نہ تو خود اسلام پر عمل پیرا ہیں اور نہ ہی اولاد کی دینی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے جتنا دردسر مول لیتے ہیں، جتنا ان کی دنیوی تعلیم اور ملازمت وکاروبار یا شادی، مکان کی فکر ومحنت کرتے ہیں اگر وہ اس فکر ومحنت کا چوتھائی حصہ بھی اپنی اولاد کی دینی تعلیم کے لیے لگائیں، اور ان کے حقیقی مستقبل یعنی آخرت کی فکر کریں تو اولاد اپنے والدین کی خدمت بھی کرے گی، ان کے بڑھاپے کا سہارا بھی بنے گی اور یہی اولاد ان کے لیے صدقہ جاریہ بھی بنے گی۔ پس والدین کو اپنے دینی فرائض سے واقفیت وادائیگی اور اپنے خاندانی وملی فرائض کی بجاآوری کی فکر کرنی چاہیے۔

دوسری طرف اولاد کو چاہیے کہ وہ نہ صرف تمام تر زندگی میں اللہ کی بندگی واطاعت کا اہتمام کرے بلکہ والدین کے مقام ومرتبے کو پہچانے اور ان کے حوالے

سے اپنی ذمہ داریوں و فرائض کا شعور حاصل کر کے انہیں ادا کرنے کی فکر کرے۔ اسی بابت ذیل میں قرآن و سنت سے کچھ رہنمائی کا اہتمام کیا جا رہا ہے:

قرآن پاک اور سنتِ رسول ﷺ سے یہ بات بہت زیادہ نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اولاد کو والدین کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنا حق بیان کرنے کے بعد والدین کا حق بیان کیا ہے:

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے "اف" تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل: 23 تا 25)

ان آیات میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو انتہائی تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ والدین ایسی ہستیاں ہیں جو اپنے بچوں کی پرورش میں ہر طرح کی سختیاں و تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ خاص طور پر ماں اپنی ذات کو اپنے بچے کے لیے وقف کر دیتی ہے۔ باپ بھی اپنی توانائیاں ان کی تعلیم و تربیت پر لگا دیتا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اب والدین اپنی اولاد کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تاکید کر دی گئی کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوئی کمی نہ رہے ان کے ساتھ عاجزی و انکساری سے پیش آؤ۔ اب جب کہ ان پر بڑھاپا طاری ہے تو وہ تمہاری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ اس عمر میں انسان پر ایسی کیفیت آجاتی ہے کہ بچپن کی سی خواہشات لوٹ آتی ہیں اور وہ بچوں جیسی فرمائشیں شروع کر دیتے ہیں۔ لہٰذا تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر وہ ایسی فرمائش کریں جو تم پوری نہ کر سکو تو ان کو جھڑکنا مت بلکہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نرمی سے جواب دینا۔ سینہ تان کر بات نہ کرنا اور نہ ہی ملامت کرنا، بلکہ نرمی سے معذرت کر لو اور ساتھ ہی اپنے شانے جھکا کر رکھو، انہیں احساس نہ ہو کہ میری اولاد میرے سامنے اب سینہ تان کر بات کر رہی ہے۔ جب کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب یہ میرا محتاج تھا۔ اس کی پرورش میرے ذمہ تھی اور اس کی ضروریات اپنا پیٹ کاٹ کر پورا کرتا تھا اور پھر یہاں دعا بھی سکھائی گئی ہے کہ اے پروردگار! مجھ سے اگر کوئی کوتاہی ہو ہی جائے تو تُو بخشنے والا ہے اور والدین کے تمام حقوق میں خود ادا کر بھی نہیں سکتا، ان کے احسانات کا جو بارِ گراں میرے کاندھوں پر ہے ان کا حساب میں نہیں چکا سکتا لہٰذا تجھ ہی سے استدعا کر رہا ہوں:

﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ۝ ﴾

"پروردگار! تُو اِن پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے پالا پوسا جبکہ میں چھوٹا تھا۔" (بنی اسرائیل: 24)

اگر اولاد واقعی فرمانبردار ہے لیکن والدین کی بعض خواہشات وہ پورا نہیں کر سکتی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ اللہ خوب جانتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(ماخوذ از درس نمبر 13 منتخب نصاب جلد 1) از ڈاکٹر اسرار احمدؒ

نبی اکرم ﷺ نے بھی والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ سلوک کو انتہائی تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ان کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی پر سخت وعید سنائی ہے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ والدین کا ان کی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا "وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں"۔ (یعنی اگر ان سے اچھا سلوک کرو گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر ان سے بدسلوکی کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔) (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ فرمایا "نماز کو وقت پر ادا کرنا، میں نے پوچھا پھر اس کے بعد، فرمایا "والدین کے ساتھ احسان یعنی اچھا سلوک" میں نے پوچھا اس کے بعد، فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔" (صحیح مسلم)

ایک اور فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ "نامراد و خاسر ہو وہ انسان جو اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔" (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جنت میں نہ تو وہ شخص داخل ہو گا جو کسی کے ساتھ بھلائی کر کے اس پر احسان رکھے، نہ وہ شخص جو ماں باپ کی نافرمانی کرے اور نہ وہ شخص جو شراب نوشی کرے اور بغیر توبہ کے مر جائے"۔ (نسائی، دارمی)

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا (حضرت معاویہ ابن صدہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس کے ساتھ بھلائی اور نیک سلوک کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ" میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ" میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا "اپنے باپ کے ساتھ اور پھر اس کے ساتھ جو ماں باپ کے بعد تمہارا قریب تر عزیز ہے جیسے بہن بھائی پھر اس کے ساتھ جوان بھائی بہن کے بعد اوروں میں زیادہ قریبی عزیز ہے جیسے چچا اور ماموں اور اسی ترتیب کے مطابق چچاؤں اور ماموں کی اولاد وغیرہ" (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابو اسید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو قبائل انصار میں سے ایک قبیلہ بنو سلمہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس شخص نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ کے حسن سلوک کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے جس کو میں ان کی وفات کے بعد پورا کروں یعنی میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا وہ مر چکے ہیں تو کیا ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حق میں سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کے حق میں دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے) ان کے لیے استغفار کرنا ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا محض ان (ماں باپ) کے سبب سے ہے یعنی ماں باپ کے وہ عزیز و اقارب جن کے ساتھ محض اس وجہ سے حسن سلوک کیا جاتا ہے تاکہ ماں باپ کی خوشنودی حاصل ہو نہ کہ کسی اور غرض سے، اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت و تعظیم کرنا، یہ وہ صورتیں ہیں جن کو اختیار کر کے ماں باپ کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا جا سکتا ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

☆☆☆☆☆

تنظیم اسلامی جاتلاں کے زیر اہتمام خواتین کے لیے خصوصی پروگرام

پروگرام کا موضوع تھا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (ترجمہ) ''بچاؤ خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔'' درسِ قرآن کے لیے نائب ناظمہ امۃ المعطی کو دعوت دی گئی تھی۔ اس پروگرام میں تقریباً 200 سے زائد خواتین نے شرکت کی جن میں سکولوں کی صدر معلمات، ٹیچرز، طالبات اور پڑھی لکھی خواتین شامل ہیں۔

سٹیج سیکریٹری کے فرائض اکسیر خانم نے ادا کیے اور سب سے پہلے تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے بے پناہ مصروفیات سے وقت نکالا اور مسجد میں تشریف لائے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت سارہ خالد نے حاصل کی۔ اس کے بعد اکسیرہ خانم نے حمد باری تعالیٰ ''راہ وفا میں بڑھتا جا قرب کے زینے چڑھتا جا شوق سے ہر دم پڑھتا جا پیش کی۔'' حمد کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ شبانہ شاہد نے پیش کی۔ اس کے بعد اکسیرہ خانم نے تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا۔ قیام پاکستان کے مختصراً حالات اور مقاصد بیان کرنے کے بعد بتایا کہ واقعہ یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے وعدے سے منحرف ہو کر ہم عذاب الٰہی کا شکار ہو چکے ہیں اگرچہ اس وقت اسلام کے تعلق سے پاکستان کی صورت حال اچھی نہیں تاہم بالآخر ان شاء اللہ اس سے نظام خلافت کا آغاز ہوگا، اس لیے کہ اسلام تو آیا ہی غالب ہونے کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ اکسیرہ خانم نے ان تمام مصائب و تکالیف کو بھی مختصراً بیان کیا جو ہمارے پیارے نبی ﷺ کو غلبۂ دین حق کے مشن میں اُٹھانا پڑیں۔ آخر میں نائب ناظمہ امۃ المعطی صاحبہ نے سورۃ التحریم کی آیت نمبر 8,7,6 کی روشنی میں جنت اور جہنم کا زبردست الفاظ میں تعارف کروایا۔ جب جہنم کی آگ اور اس کی ہولناکیوں کے بارے میں بتایا تو کافی خواتین کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ محترمہ باجی صاحبہ نے سب سے نماز پڑھنے، قرآن پاک خود پڑھنے اور اپنے بچوں کو قرآن کے ساتھ جوڑ کر رکھنے کا عہد بھی لیا۔ آخر میں محترمہ باجی صاحبہ نے اپنے ساتھ لائی ہوئی کتابیں اور ہینڈ بل بھی خواتین میں تقسیم کیے۔ تنظیم اسلامی میں شامل علاقے کے تمام رفقاء کی بیویوں کو ایک ایک ڈائری بھی دی گئیں۔ پروگرام کے اختتام پر بہت ہی پیاری دعائیں بھی کی گئیں۔ اللہ ہم سب کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے آمین۔

پونچھ آزاد کشمیر میں دفتر تنظیم اسلامی کی افتتاحی تقریب

الحمدللہ آزاد کشمیر کے ضلع پونچھ کے ہیڈ کوارٹر راولاکوٹ میں دفتر تنظیم اسلامی کے قیام کے بعد رفقاء و ذمہ داران کی مشاورت سے طے پایا کہ دفتر کا افتتاح تنظیم کے کسی ذمہ دار سے کروایا جائے گا۔ چنانچہ خالد محمود عباسی نائب ناظم پنجاب شمالی کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی، پروگرام کی تشہیر کے لیے بڑا بینر بنوا کر آویزاں کیا گیا جب کہ 300 سے زائد دعوت نامے تیار کر کے تقسیم کیے گئے۔ محترم خالد محمود عباسی نے 6 مئی کو ساڑھے گیارہ بجے طے شدہ پروگرام کے مطابق کھڑک اسلامک انسٹی ٹیوٹ کی جامع مسجد میں جمعہ کا خطاب کیا۔ جس میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات کی روشنی میں سابقہ اور موجود مسلمان امتوں کے عروج اور زوال کو زیر بحث لایا۔ لوگوں نے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد شہر کے مرکزی مقام پر واقع تنظیم اسلامی کے دفتر کا افتتاح کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت نذیر احمد اعوان نے حاصل کی۔ آپ نے احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل پر عروج و زوال کے دو دور آئے ویسا ہی معاملہ امت محمدیہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ خالد محمود عباسی نے کہا کہ جس طرح اب یہود پھر گریٹر اسرائیل بنانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر نو بھی اُن کے پیش نظر ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ بھی ''تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار'' کے مصداق احیائے خلافت کے لیے سرگرم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں دینی، جماعتیں اور احیائی تحریکیں ابلیس کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ آپ نے کہا کہ برعظیم پاک و ہند میں مولانا الیاسؒ کی دینی محنت اور علامہ اقبال اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی فکری کاوش قابل قدر ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ قرآن کی دعوت کو عام کیے بغیر اور انقلابی جدوجہد کے بغیر غالبہ دین کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری مذہبی اور دینی جماعتوں کا الیکشن میں حصہ لینا، دین کے نظام کے نفاذ کی منزل سے دوری کا باعث بن رہا ہے۔ اب تو ہمارے حکمرانوں نے علامہ اقبال کی شاعری سے بھی ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ پروگرام کے آخر میں سوال وجواب بھی ہوئے۔ اس پروگرام میں سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: شبیر احمد خان)

حلقہ لاہور شرقی کے تحت شب بیداری پروگرام

سہ ماہی تربیتی و مشاورتی اجتماع شب بیداری کی صورت میں 7 مئی 2016ء کو مسجد النور باغ والی محمد نگر میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام مقامی تنظیم بشمول منفرد اُسرہ قصور کے رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بروز ہفتہ بعد نماز عشاء تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ مقامی امیر گڑھی شاہو نور الوریٰ نے سورۃ الشوریٰ کی آیات کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ بیان کیا۔ بعدازاں عزیمت کے موضوع پر بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم کی ایک مختصر ویڈیو دکھائی گئی۔ جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ پر سٹڈی سرکل کرایا گیا اور بعد میں اس پر ناظم تربیت حلقہ لاہور شرقی جناب شکیل احمد نے کوئز کی صورت میں مذاکرہ کرایا۔ رات کا آخری پروگرام جناب عاصم جہانگیر بیگ کا نماز تہجد کی اہمیت پر خطاب تھا جس کے بعد نماز تہجد و فجر تک کے لیے آرام کا وقفہ کیا گیا۔ صبح تہجد کے نوافل انفرادی طور پر رفقاء کی اکثریت نے ادا کیے اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد محترم نعیم اختر عدنان ناظم دعوت وتربیت مقامی تنظیم شاہدرہ نے ''تعلق مع اللہ'' کے موضوع پر ایک پُر اثر خطاب فرمایا۔ اشراق کے نوافل کی ادائیگی کے بعد مختصر وقفہ کیا گیا۔ جس کے بعد مقامی امیر صدر جناب عمران علی نے ''دعوت دین کی اہمیت، ضرورت اور اس راستے میں حائل رکاوٹوں'' کے عنوان سے گفتگو کی۔ فاضل مقرر نے اپنے موضوع کو بہت خوبصورتی سے بیان فرمایا اور دعوت کے میدان میں عملی مسائل اور ان کے حل پر خصوصی توجہ دی۔ رفقاء میں مطالعہ لٹریچر کی اہمیت کو نور الوریٰ نے بہت عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا۔ جس کے بعد جناب حامد اللہ نے اجتماعات و دینی پروگرام سے رخصت لینے کے حوالے سے قرآنی آیات کی رہنمائی میں سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ مختصراً وقفے کے بعد ناظم مالیات جناب محمد عظیم نے نظم جماعت میں مالی معاملات کے حوالے سے راہنمائی فرمائی۔ پروگرام کے اختتام پر امیر حلقہ لاہور شرقی جناب قرۃ العین نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور ان کے اس اجتماع کے لیے کیے گئے وقت کے انفاق کی قبولیت کی دعا فرمائی۔ امیر حلقہ نے فرمایا کہ یہ اجتماع تربیتی اور مشاورتی ہے اگر کوئی رفیق مشورہ یا کوئی تجویز دینا چاہے تو ان کے لیے موقع ہے۔ اس پر چند رفقاء نے تجاویز اور مشورے دیئے جن کو نوٹ کر لیا گیا۔ امیر حلقہ نے کہا کہ اپنے مقام پر دعوت کے کام کو آگے بڑھایئے کیونکہ اس وقت ہم دعوتی مرحلے میں ہیں لہٰذا حلقۂ قرآنی ہر اُسرہ کی سطح پر قائم ہونا چاہیے اور اس میں اپنے قریب ترین حلقہ احباب کو لانے کی کوشش کریں تاکہ جماعت کی افرادی قوت میں اضافہ ممکن ہو سکے۔ مزید یہ کہ نوجوان رفقاء جلد از جلد تربیتی مراحل طے کر کے آگے بڑھیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔ دورہ ترجمہ قرآن کے حوالے سے انفاق کی ترغیب اور اس کی تیاری کی ترغیب اور امیر حلقہ کی دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام

ہوا۔ اللہ کریم ہمیں دین کی سمجھ اور اس کے غلبے کے لیے عزیمت کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مرتب: شکیل احمد)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورۂ لیہ و تونسہ شریف

لیہ اور تونسہ شریف کے سہ ماہی دورہ کے دوران 7 مئی کو مرکز تنظیم لیہ وکلاء کالونی میں بعد نماز مغرب امیر حلقہ نے ''فکر آخرت'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ اگلے روز مدنی مسجد محلہ شاہ عالمی میں امیر حلقہ نے فکر آخرت کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ 11 بجے رفقاء تونسہ شریف سے امیر حلقہ کی خصوصی ملاقات ہوئی۔ واپسی میں قرآن اکیڈمی کوٹ ادو میں ایک گھنٹہ قیام کیا۔ ناظم اکیڈمی جام عابد سے ملاقات ہوئی۔ 4 بجے ملتان کے لیے روانگی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو ہمارے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین! (مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام رفقاء و رفیقات کے لیے سہ ماہی تربیتی اجتماع 15 مئی 2016ء بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا عنوان عظمت تعلّم و تعلیم قرآن رکھا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے ادا کیے۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کا شرف ڈیفنس تنظیم کے رفیق حافظ محمد فصیح منصوری کو حاصل ہوا۔ انہوں نے سورۃ الزمر کی آیات 21 تا 28 کی دلنشین تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پیش کیا۔ ان کے بعد عامر خان نے عظمت قرآن پر تذکیری گفتگو کرتے ہوئے سورۃ الواقعہ کی آیات 77 تا 80 کی روشنی میں عظمت قرآن کے پہلو کو اجاگر کیا اور ساتھ ہی چند احادیث مبارکہ کے ذریعہ اہل القرآن کے اوصاف بیان کیے۔ پروگرام کے دوسرے مقرر نقیب شاہ فیصل تنظیم حافظ محمد وقار نے موضوع عظمت تعلّم قرآن و صاحب قرآن کو فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں بہت احسن انداز میں ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں وہ تمام برکات و فیوض حاصل ہوں جو قاری قرآن کے لیے قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی اس پر عمل پیرا ہوں۔ مطالعہ لٹریچر میں بانی محترمؒ کی کتاب دعوت رجوع الی القرآن منظر و پس منظر کا مطالعہ دو حصوں میں مکمل کیا گیا۔ ابتداً ناظم دعوت حافظ عمیر انور نے کتاب کا تعارف اور مقدمے کے اہم نکات کو واضح کیا۔ کتاب کے بقیہ حصہ کے اہم نکات کا مطالعہ ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے کروایا۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کے عناصر اربعہ، تعلیم و تعلّم قرآن کے اہم سنگ ہائے میل اور انجمن اور تنظیم کا باہمی ربط ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے پیش کیا۔

35 منٹ کا صرف رفیقات کے لیے سیشن ہوا جس میں معاونہ مسز عامر خان نے ''رفیقات کے مطلوبہ اوصاف'' بیان کیے۔ اس دوران رفقاء سے اولڈ سٹی تنظیم کے ملتزم رفیق محمد نعمان صاحب نے موضوع نبی کریم ﷺ نے رمضان کیسے گزارا؟ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے رمضان محض ذاتی تزکیہ ہی میں نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اللہ کے دین کی سربلندی اور اقامت دین کے لیے سعی و جہد میں صرف ہوتے رہے ہیں۔ بعد ازاں امیر حلقہ کے خصوصی مشیر برائے حالات حاضرہ جناب ثاقب رفیع شیخ نے ملکی و غیر ملکی حالات کا تجزیہ پیش کیا۔ انہوں نے بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے امیر مطیع الرحمانؒ کی پھانسی، ممتاز قادریؒ کی پھانسی اور پانامہ لیکس کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر واقعات کا بھی تذکرہ کیا جو اس سہ ماہی میں رونما ہوئے تھے۔ انہوں نے رفقاء کو ترغیب دلائی کہ وہ حالات حاضرہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تنظیمی نقطۂ نظر سے آگاہ رہنے کے لیے تنظیمی جرائد کا مطالعہ اپنے اوپر لازم کریں۔

حالات حاضرہ کے بعد ملیر تنظیم کے امیر جناب راشد حسین شاہ نے رفقاء و رفیقات کو رجوع الی القرآن کورس سے آگاہ کیا اور رفقاء کو ترغیب دلائی کہ یہ تمام کورسز اصلاً رفیق تنظیم کے لیے ہیں۔ ہم جب تک خود ان کورسز سے نہیں گزریں گے تو کیسے دیگر احباب کو اس کے لیے Motivate کر سکیں گے۔ پروگرام کو مدنظر رکھتے ہوئے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور حافظ انجینئر نوید احمدؒ کے ویڈیو کلپ بھی دکھائے گئے۔ آخر میں امیر حلقہ نے گفتگو فرمائی۔ ابتداً انہوں مرکزی عنوان عظمت تعلّم قرآن و تعلیم قرآن کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ حلقہ کی شوریٰ میں باہمی مشاورت کے بعد یہ طے پایا تھا کہ اس مرتبہ سہ ماہی تربیتی اجتماع میں قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت و اہمیت سے رفقاء کو روشناس کرایا جائے تاکہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن اور بعد از رمضان رجوع الی القرآن کورس میں شرکت کے لیے رفقاء کی ذہن سازی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے تمام مدرسین کو کہ جنہوں نے انتہائی محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اب یہ ہمیں بحیثیت رفیق تنظیم اور رکن انجمن خدام القرآن اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں اور اللہ کرے کہ ہمارے اندر تڑپ تو پیدا ہوگئی ہو کہ میں اب تک اس خیر سے کیوں محروم رہا ہوں اور ساتھ ساتھ عزم مصمم کریں کہ اس کورس کے کرنے میں جو بھی رکاوٹیں ہوں گی اس کو ختم کر کے پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی تکمیل کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ۔ امیر حلقہ نے رفقاء و رفیقات کو چند ہدایات و اعلانات کے ساتھ ساتھ کچھ نصیحتیں بھی کیں۔ انہوں نے مختصراً موضوع قرآن حکیم کے احسانات اور رفقاء تنظیم کی ذمہ داری پر بھی خطاب کیا۔ امیر حلقہ کی دعا پر اس مبارک اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قرآن حکیم کو ہمارے دلوں کی بہار، سینوں کے لیے نور، غموں کا دور کرنے والا اور ہمارے حق میں گواہی دینے والا بنا دے۔ آمین (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

خانیوال میں ''عظمت قرآن'' کی محفل کا انعقاد

امیر تنظیم اسلامی خانیوال جناب محمود احمد بھٹی کی رہائش گاہ پر 21 مئی بعد نماز مغرب ان درس قرآن کی محفل کا انعقاد ہوا۔ امیر حلقہ نے سورۃ رحمٰن کی ابتدائی آیات کے حوالے سے عظمت قرآن کے موضوع پر مفصل درس دیا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ اللہ نے انسان کو پیدا ہی اس لیے کیا کہ وہ رحمٰن کے کلام ابدی کو اپنی قوت گویائی سے دنیا میں پھیلائے۔ خیر کم من تعلم القرآن وعلمه کا مصداق کامل بنے۔ اپنی صلاحیتوں کو قرآن سیکھنے اور سکھانے میں لگائے۔ یہی اس کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ درس میں تقریباً 25 افراد نے شرکت کی۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

سہ ماہی تربیتی اجتماع حلقہ پنجاب شرقی عارفوالا

22 مئی 2016 کو حلقہ پنجاب شرقی کے تحت دو مقامات ساہیوال اور ہارون آباد میں سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ جس کا آغاز صبح 9 بجے بمقام جامع مسجد جامع القرآن گلشن حشمت کالونی ہارون آباد اور جامع مسجد القدس اہلحدیث فرید ٹاؤن ساہیوال میں ہوا۔ چونکہ حلقہ پنجاب شرقی فاصلے کے لحاظ سے ایک بہت بڑا حلقہ ہے اس بناء پر امیر حلقہ نے اپنے معاونین کے ساتھ مشاورت کے بعد سہ ماہی تربیتی اجتماع کو ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ایک جیسے موضوعات کے ساتھ حلقے کے دو مختلف مقامات پر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ دونوں مقامات پر پروگراموں کی تفصیل کچھ اس طرح سے تھی۔ ساہیوال میں پروفیسر محمد ناصر چشتی نے صدر محفل کی ذمہ داری ادا فرمائی اور ہارون آباد میں امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے یہ ذمہ داری ادا فرمائی۔

ساہیوال میں پروفیسر نوازش رسول نے اور ہارون آباد میں امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے درس قرآن سورۃ المومنون کی ابتدائی 11 آیات جس کا موضوع انفرادی سیرت و کردار کی بنیادیں تھا، پر انتہائی پُرمغز، روح پرور اور مدلل گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد ''اجتماع اسرہ میں درپیش مشکلات اور ان کا حل'' کے عنوان پر مذاکرہ ہوا۔ ساہیوال میں یہ ذمہ داری پروفیسر محمد ناصر چشتی اور ہارون آباد میں پروفیسر محمود اسلم نے ادا فرمائی۔

مختصر وقفے کے بعد دونوں مقامات پر بانی محترم کی ایک ویڈیو تقریر درس حدیث اربعین نووی بذریعہ ملٹی میڈیا پیش کی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسمیع نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان نے ''مبتدی وملتزم بیعت فارم'' کی بہت ہی دلنشیں انداز سے وضاحت فرمائی اور قاری محمد ندیم نے ہارون آباد والے اجتماع میں ''مبتدی وملتزم بیعت فارم'' کی نہائت احسن طریقے سے تشریح فرمائی۔

نماز ظہر کے بعد ملک لیاقت علی نے تمام رفقاء اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس شدید گرمی کے موسم میں تشریف لائے۔ آخر میں ڈاکٹر عبدالسمیع کی دعائے مسنونہ کے ساتھ 3:00 بجے اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 98 کے قریب رفقاء اور 12 احباب نے شرکت کی۔ اللہ رب العزت سب کے جذبہ ایثار وقربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (رپورٹ: عابد حسین)

حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام 5 جون 2016 کو سہ ماہی تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ اس بار اجتماع کا مرکزی موضوع ''دعوت الی اللہ'' رکھا گیا تھا۔ سخت گرمی کے باوجود رفقاء بروقت تشریف لائے۔ 8:30 بجے پروگرام کا آغاز رفیق محترم حبیب علی کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورہ حم السجدہ سے دعوت الی اللہ کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ اس کے بعد محمد جمیل نے ''موت سے پہلے پہلے آخرت کی تیاری'' کے حوالہ سے درس حدیث دیا۔ بعد ازاں شوکت اللہ شاکر نے داعی الی اللہ کے اوصاف بیان کیے۔

پشتو زبان کے شاعر رفیق جہانگیر خان نے کلام اقبال سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ مختصر وقفہ کے بعد احسان اللہ نے دعوت الی اللہ پر مذاکرہ کرایا۔ مذاکرہ کے ذریعے دعوتی کام اور اس کی اہمیت کو بہترین طریقہ سے سامعین کو ذہن نشین کرایا گیا۔

اس سہ ماہی پروگرام میں احباب کے لیے الگ طور پر تعارفی پروگرام رکھا گیا تھا۔ جس میں فیض الرحمٰن، ممتاز بخت، محمد نعیم اور شاہ وارث نے لیکچرز دیے۔

آخر میں شوکت اللہ نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین! (رپورٹ: محمد یاسین)

تنظیم اسلامی باجوڑ غربی کی رمضان میں دعوتی سرگرمیاں

نیکیوں کے موسم بہار کے آنے سے پہلے ہی رفقائے تنظیم اس کے استقبال اور ماہ مبارک سے بھرپور استفادہ کی تیاریوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ باجوڑ غربی کی تنظیم نے بھی ایک مہینہ پہلے ہی استقبال رمضان کی تیاری مکمل کرلی اور دورہ ترجمہ قرآن کے لیے چار جگہوں کا انتخاب کیا۔ امت ماڈل سکول میں دورہ ترجمہ قرآن کا دورانیہ بعد از ظہر سے عصر تک تھا اور مدرس کی ذمہ داری جہانگیر خان نے ادا کی۔ اس دورے کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں ساتھ سیرۃ النبی ﷺ کا درس بھی دیا جاتا تھا۔ اٹھائیسویں رمضان کو یہ دورہ اختتام پذیر ہوا۔ جامع مسجد شرہ مینہ میں دورہ ترجمہ قرآن میں مدرس کی ذمہ داری محمد جہانگیر نے ادا کی۔ آپ نے دورہ کے دوران دین کے محکمات، دین کا جامع تصور، فرائض دینی، منہج انقلاب نبویؐ، جہاد فی سبیل اللہ جیسے موضوعات کو کھل کر بیان کیا۔ دورے کی اختتام پر شیخ القرآن مولانا محمد گل کو دعوت دی گئی جنہوں نے آخری چار سورتوں پر مفصل بیان کیا۔ مقامی امیر یوسف جان کی رہائش گاہ پر بھی تراویح کا اہتمام کیا گیا تھا جہاں تنظیم کے ناظم تربیت قاری جمیل احمد اور ان کے شاگرد نور الحق نے نماز تراویح میں پورا قرآن پاک سنایا۔ نماز تراویح سے پہلے فضل واحد ''خلاصہ تلاوت'' بیان کیا کرتے تھے۔ اس پروگرام میں مرد وخواتین دونوں کے لیے شرکت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

حلقہ کے ناظم دعوت کی رہائش گاہ پر بھی نماز تراویح کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں حلقہ کے ناظم دعوت کے بیٹے کلیم اللہ جو کہ کلیۃ القرآن کے طالب علم بھی ہیں، نے منتخب نصاب کا ترجمہ کیا۔ یہاں بھی مرد وخواتین کی شرکت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

حلقہ ناظم دعوت نبی محسن نے ان تمام مقام پر اختتامی سیشن میں شرکت کی اور رمضان اور قرآن، کے موضوع پر مفصل بیان کیے اور تنظیم کا تعارف بھی کروایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین (رپورٹ: فضل واحد)

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم بی اے، فہم دین کورس، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-7352182

دعائے مغفرت کی اپیل

☆مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی کے رفیق محمد اقبال وفات پا گئے
☆مقامی تنظیم دیرہ کے مبتدی رفیق سہیل احمد کے والد وفات پا گئے
☆مقامی تنظیم فورٹ عباس کے اسرہ کھچی والا کے رفیق شکیل حسین کے والد وفات پا گئے۔
☆بٹ خیلہ تنظیم کے ملتزم رفیق قاری شاہ زرین کے والد وفات پا گئے۔
☆مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی، کراچی جنوبی کے نقیب ومعتمد شہباز طاہر کے بھائی وفات پا گئے
☆تنظیم اسلامی وہاڑی کے رفیق محمد صدیق ساجد کی اہلیہ وفات پا گئیں
☆امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب محمد طاہر خاکوانی کے ماموں وفات پا گئے
☆نارتھ ناظم آباد، کراچی کے نقیب خرم احمد کے والد وفات پا گئے
☆کراچی جنوبی کے نائب ناظم اعلیٰ جناب سید اظہر ریاض کے بہنوئی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاعات

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ''اندرون شہر'' میں مجیب الرحمٰن قریشی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم اندرون شہر میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 23 جون 2016ء میں مشورہ کے بعد مجیب الرحمٰن قریشی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ''داروغہ والا'' میں عارف احمد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم اندرون شہر میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 23 جون 2016ء میں مشورہ کے بعد عارف احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

Liberal Sleeper Cells

The winds of change have never blown so thick and as fast as they are blowing in the pre-partition Indian subcontinent today. For instance, the so-called secular India is roaring to turn into a militant Hindutva state while Muslim Pakistan seems to be undergoing a cosmetic surgery to turn into a liberal-secular state whose rulers have suddenly discovered that they have been liberals all along.

Before proceeding any further let us understand what Hindutva is and what it means for Muslims in particular and all other religious minorities of India in general. The term Hindutva was coined by a militant Hindu politician Vinayak Damodar Savarkar *(May 28, 1883 – February 26, 1966)* in 1923; who is also passed off as a poet, writer, and playwright. It is essentially a doctrine of Hindu racial supremacy that dreams of establishing a great Hindu empire in and beyond the part of the world we call our home. Muslims have no place in the Hindu empire that Sarvarkar envisioned.

The Bharti Janata Party (BJP) that rules India today with Narendra Modi at the helm of affairs as PM is the successor of Rashtriya Swayamsevak Sangh (RSS, National Volunteer Society) which was formed by another militant Hindu K. B. Hedgewar in 1925 with the objective to organize the Hindu nation on the lines of Sarvarkar's Hindutva doctrine without using the term Hindutva to describe its ideology. Hedgewar had personally met Sarvarkar earlier the same year to discuss ways to unite the Hindu nation. In 1948, RSS officially replaced Hindu Rashtra (Nation) with Hindu Samaj (Hindu Society).

With the passage of time the RSS followed an active agenda of forming numerous affiliate militant outfits including Vishva Hindu Parishad (VHP, World Hindu Council), set up in 1964 to actively promote Hinduism in India which continued to hoodwink the world with its cover of secularism.

In 1970s, Bharatiya Jana Sangh (established 1951) merged with opposition parties to form the Janata Party. However, the Janata Party faced acute political isolation because other components of Janata Party did not approve former Bhartiya Jana Sangh. 'Revamped' as Bhartiya Janata Party (BJP), which governs India today with Narendra Modi as the PM of India, the RSS connections are screamingly evident. It is no rocket science that the militant RSS came to BJP's aid, charging its militant wing VHP to expand Hindu vote bank before elections and the RSS militants encouraged BJP further to become an explicit and racist Hindu party. The rest, as they say, is history.

With the Indian officially pursuing the racial doctrine of Hindu supremacy, Muslim Pakistan has suddenly become a liberal state anxious to please and cajole a neighbor who has never accepted Pakistan as reality even after the passage of 70 long years. The pseudo intellectuals here are busy talking cultural, lingual and social similarities with the least bit of concern to militant Hindutva doctrine of Hindu supremacy that has no place for Muslims unless they shun their religion to become Hindu. The leaders of Bangladesh ought to ponder on that before continuing to ride the 'Indian' bandwagon.

The liberal sleeper cell seems to have become suddenly active to twist the historical facts as if Pakistan was always meant to be the liberal state. What could explain one of the biggest exoduses ever when Muslims living in India for centuries sacrificed everything to migrate to Pakistan after the partition in 1947? Did they migrate to Pakistan to listen to the animated chorus of the liberals that there should be no border between Pakistan and India or that the two-nation theory which the founding fathers of Pakistan espoused was nonsense? Most importantly, what was the purpose of the hard-fought struggle that the Muslims of the sub-continent waged to make the dream of a separate homeland come true?

One of the finest Pakistani poets of our time, Iqbal Azeem (1913-2000) warned us thus:

If you wander far away from your nucleus
You would turn into dreams, stories
Those deceiving you with fellowship

Those deceiving you with fellowship
Their history, if you read it, will scare the wits out of you
Learn to tread on your own soil
For trying to walk on marble would definitely make you slip
Why are you scared to come out of your chambers of laze?
The sunshine could never be hot enough to melt you away
Walk briskly and avoid clash
For walking leisurely amidst crowd would get you crushed
Neither search for companion nor seek guide's help
Repeated stumbling would finally help you walk confidently
You are a lamp of living traditions, legends
Nay, you are not the evening sun that gets set everyday
I yearn for the earliest streak of morning luminance, who should I ask for it?
As for you, you seem naïve enough to be duped by light of lamp
(note: translated)

The question, then, is that did the Muslims of the undivided India wage long, hard, and at times deadly struggle for Pakistan to make it a secular, capitalist, and liberal state not an Islamic governance? If that is so what could justify snatching freedom from the brutal clutches of the British colonial empire to make a separate homeland called Pakistan?

Source adapted from: *An article by S. M. Aslam*

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
کے زیر اہتمام
(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

ڈاکٹر اسرار احمد

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔
ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) برائے مرد حضرات

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

نوٹ:
داخلہ کے خواہشمند یکم اگست تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔
رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔
پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

- کلاسز کا آغاز یکم اگست بروز سوموار سے ہو رہا ہے
- خواہش مند خواتین وحضرات داخلہ کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

برائے رابطہ
قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
email:irts@tanzeem. org
ندیم سہیل
0322-4371473

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low calaroies sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion